REGD. No. P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

الیس اللہ بکاف عبدہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

ہفت روزہ — قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ ء
ممالک غیر ۵۰-۷ ء
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۸	۸ صلح ۱۳۳۸ ہش	۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ	۸ جنوری ۱۹۵۹ء	نمبر ۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ۔ ۳ جنوری ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناسازیٔ طبع کے باوجود کل یہاں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے ۔ آمین ۔

قادیان ۔ یکم جنوری ۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ دہلی ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد دہلی واپس جاتے ہوئے کل شام یہاں تشریف لائے ۔ درویشان کرام کی خواہش پر آپ نے آج بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں جلسہ کے مختصر کوائف سنائے اور حضرت اقدس کی روح پرور تقاریر کا ملخص اپنے الفاظ میں سنایا ۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال تاحال پاکستان ہی میں تشریف فرما ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور بسلامت واپس لائے ۔ آمین ۔

ربوہ میں جماعت احمدیہ کا سڑسٹھواں سالانہ جلسہ

ایک لاکھ فرزندانِ احمدیت کا فقید المثال اجتماع

ربوہ ۳۰ دسمبر ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کا سڑسٹھواں جلسہ سالانہ حسب معمول ۲۶ دسمبر سے ۲۸ دسمبر تک جاری رہ کر خیر و خوبی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا ۔

یہ جلسہ اس لحاظ سے خدائی تائید و نصرت اور آسمانی بشارتوں کے ظہور کا ایک عظیم الشان نشان تھا ۔ کہ اس میں حالیہ غیر معمولی بارشوں اور شدید سردی کے باوجود قریباً ایک لاکھ فرزندانِ احمدیت اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ربوہ کی مقدس سرزمین میں آ جمع ہوئے اور ایک دفعہ پھر یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کے تحت رجوع خلائق کا ایمان افروز نظارہ آنکھوں کے سامنے آگیا ۔ پھر اس لحاظ سے بھی یہ جلسہ ایک خاص شان کا حامل تھا کہ اس میں اطراف و جوانبِ عالم میں پھیلی ہوئی مختلف قوموں اور نسلوں اور متفرق آبادیوں کے نمائندے بھی ایک خاصی تعداد میں شریک تھے ۔ چنانچہ پاکستان کے طول و عرض سے آئے احباب کے علاوہ انگلستان، جرمنی، ہالینڈ، امریکہ، جاپان، فلپائن، انڈونیشیا، مشرقی افریقہ، مغربی افریقہ، ماریشس، سمالی لینڈ، عدن اور کویت کے باشندوں اور وہاں سے آئے ہوئے احمدی احباب کو بھی اس بابرکت اجتماع میں جس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی ۔ اور انہیں بھی روحانی خزائن اور آسمانی افضال و برکات سے اپنے دامن بھرنے اور ان سے غیر معمولی طور پر متمتع ہونے کے مواقع میسر آئے ۔ جلسہ سالانہ کے بابرکت اجتماع میں ہزارہا میل سے آئے ہوئے ان فرزندانِ احمدیت کی موجودگی اس آسمانی وعدے کے ظہور کی ابتدائی جھلک کا رنگ لئے ہوئے تھی ۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس مقدس جلسہ کے لئے اور بہت سی قومیں تیار کی ہیں جو بالآخر اسی میں آملیں گی ۔ اس میں کالے اور گورے، زرد اور گندم گوں، الغرض ہر قوم اور ہر نسل کے لوگ موجود تھے ۔ اور اپنی موجودگی سے شہادت میں یاتینک سعیا کی عملی تفسیر کا ایمان افروز نظارہ پیش کر رہے تھے ۔ بیرونی ممالک سے آنے والے ان احباب میں سے سب سے زیادہ تعداد مشرقی افریقہ کے احباب کی تھی مشرقی افریقہ کے ان کثیر التعداد طلباء کے علاوہ جو آج کل ربوہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں امسال ۴۵ کے قریب مرد عورتیں اور بچے مشرقی افریقہ کے متعدد شہروں مثلاً ممباسہ، دارالسلام، نیروبی، ٹانگا، جنجہ، ٹبورا ۔ اور یوگنڈا وغیرہ سے خاص جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے ربوہ آئے ۔ اور وہ اس کی روحانی برکات سے بہرہ یاب ہوئے ۔ پھر جہاں ہالینڈ سے محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور جرمنی سے مبلغ اسلام مسٹر عبد الشکور کنزے تشریف لائے وہاں جرمنی کے دو اور نوجوان بھی جلسہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کیلئے آئے ہوئے تھے ۔ پھر انگلستان اور امریکہ کی دو غیر مسلم خواتین جلسہ کی شہرت سن کر ان دنوں میں ربوہ آئیں ۔ اور انہوں نے بڑی دلچسپی کے ساتھ جلسے کے متعدد اجلاسوں میں شرکت کی ۔ اور جماعت احمدیہ اور اس کے مشن کے متعلق آگاہی حاصل کی ۔ ان میں سے ایک ٹوکیو یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں ۔ اسی طرح ماریشس سے وہاں کی جماعت کے جناب ہاشم خاں صاحب مخدوم نے بھی جو حال ہی میں ربوہ آئے تھے جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی ۔ اور انہوں نے ۲۷ دسمبر کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے قبل جماعت احمدیہ ماریشس کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا ۔ جس میں جماعت کی طرف سے حضور کے ساتھ دلی وابستگی اور گہری محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے خدمت اسلام کے لئے ہر قربانی کرنے اور کرتے چلے جانے کا یقین دلایا ۔ — جلسہ گاہ ہر چند کہ امسال گذشتہ سال کی نسبت زیادہ وسیع بنائی گئی تھی ۔ پھر بھی سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے دوران وہ ناکافی ثابت ہوتی رہی ۔ اور بالخصوص حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ۲۸ دسمبر کی تقریر کے دوران تو ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو جلسہ گاہ کے باہر زمین پر بیٹھ کر حضور کی تقریر سننا پڑی اس روز صرف مردانہ جلسہ گاہ میں ہی سامعین کی تعداد شعبۂ مردم شماری کے اعداد شمار کے مطابق ۴۲ ہزار سے اوپر تھی ۔ مستورات کی تعداد کو ملا کر جو امسال گذشتہ سال کی تعداد سے کہیں زیادہ تھی قریباً ایک لاکھ انسانوں نے حضور ایدہ اللہ کے پُرمعارف ارشادات سننے اور عجیب کیف و سُرور کے عالم میں ان سے بہرہ اندوز ہونے کی سعادت حاصل کی ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

ذیل میں جلسہ کے اجلاسات کی مختصر روئداد درج کی جاتی ہے :-

جلسہ سالانہ کی مختصر روئداد

افتتاحی اجلاس منعقدہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۸ء

جماعت احمدیہ کا سڑسٹھواں جلسہ سالانہ حسب معمول ۲۶ دسمبر ۱۹۵۸ء کو ربوہ کی مقدس سرزمین میں شروع ہوا ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوا نو بجے صبح جلسگاہ میں تشریف لا کر حاضرین جلسہ کو اپنے روح پرور افتتاحی خطاب سے نوازا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور پُرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ کا آغاز فرمایا ۔

حضور ایدہ اللہ کے تشریف لے جانے کے بعد جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ کی صدارت میں قرآن مجید کی تلاوت سے شروع ہوئی ۔ جو مکرم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب آف سرگودھا نے کی ۔ بعد ازاں حبیب الرحمٰن صاحب درد نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینۂ ابصار کا

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی ۔

ذکرِ حبیب کے موضوع پر حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی تقریر

بعد ازاں حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے "ذکر حبیب علیہ السلام" کے مبارک موضوع پر نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی ۔ حضرت میاں صاحب سلمہ ربہ گذشتہ دو سال سے جلسہ سالانہ میں اسی موضوع پر تقریر فرماتے ہیں ۔ آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ اور سیرۃ مقدسہ سے متعلق وہ روایات بیان فرمائی تھیں جو زیادہ تر تبلیغی رنگ کی حامل تھیں ۔ اس کے ایک سال بعد یعنی ۱۹۵۷ء کے جلسہ سالانہ میں آپ نے اسی موضوع پر جو تقریر فرمائی اس کا رنگ زیادہ تر تربیتی تھا ۔ امسال آپ نے ان روایات کو منتخب فرمایا کہ جو ایک طرف تبلیغی اور تربیتی لحاظ سے اہم تھیں اور دوسری طرف وہ تاریخی اور واقعاتی لحاظ سے بھی خاص اہمیت کی حامل تھیں ۔

مذہبی رواداری کے موضوع پر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی تقریر

آپ کے بعد محترم جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم ۔ اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نے مذہبی رواداری کے موضوع پر ایک اچھوتے انداز میں بالکل نئے زاویہ نگاہ سے روشنی ڈال کر اس امر کو نہایت درجہ خوبی کے ساتھ واضح فرمایا کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی غیر محدود صفات کے متعلق اور پھر انسانوں کے ان صفات کا مظہر بننے کے متعلق جو بے نظیر تعلیم دی ہے اس کے نتیجے میں ایک ایسا ماحول اور معاشرہ پروان چڑھتا ہے کہ جس میں مذہبی تعصب کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی بلکہ مذہبی رواداری اور مذہبی لحاظ سے کامل آزادی کی ایسی ضمانت ملتی ہے کہ جس کی اور کوئی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی ۔ آپ نے خدا تعالیٰ کی صفات کے ضمن میں سورۂ فاتحہ کی نہایت لطیف تفسیر بیان کرتے اس امر پر روشنی ڈالی کہ اسلام نے کامیاب زندگی گذارنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا مظہر بننے پر بہت زور

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔

دیا ہے۔ اور یہ امر کہ انسان خدا تعالیٰ کی ان صفات کا مظہر بن جائے کامل مذہبی آزادی کے حق میں کافی سے زیادہ ضمانت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید نے اسی لئے مذہبی آزادی کے ضمن میں صرف عدل و انصاف کی ہی نہیں بلکہ احسان کی بھی تلقین کی ہے۔ اس کے ثبوت میں آپ نے قرآن مجید کی متعدد آیات پیش کر کے ان کی نہایت لطیف تشریح بیان فرمائی۔

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی تقریر کے بعد پونے بارہ بجے کے قریب جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوگئی۔ تاکہ احباب جمعہ اور عصر کی نمازیں ادا کر سکیں۔

دُوسرا اجلاس

نماز جمعہ اور عصر کی ادائیگی کے بعد دوسرا اجلاس پونے دو بجے بعد دوپہر زیر صدارت محترم چوہدری نعمت خانصاحب ریٹائرڈ سشن جج شروع ہوا۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ اور بشیر احمد صاحب وسیم نے خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم پڑھ کر سنائی۔

تقریر قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری

بعد ازاں محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے "حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام" کے موضوع پر اپنی تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے اپنی مدلل اور جامع تقریر میں موضوع کی اہمیت بتانے کے بعد قرآن مجید کی آیات اور اناجیل کے حوالوں کی روشنی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی مقام کو نہایت خوبی کے ساتھ واضح فرمایا۔

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ کی تقریر

مکرم قاضی صاحب کی تقریر کے بعد محترم شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے اپنی ایمان افروز تقریر شروع فرمائی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام"۔ آپ نے اپنی تقریر میں خصوصی طور پر مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور اس کے نتیجہ میں اسلام کی غیر معمولی مقبولیت پر بڑے مؤثر طریق سے روشنی ڈالی۔

آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں بتایا کہ انیسویں صدی کے آخر میں اور بیسویں صدی کے شروع میں اسلام پر اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر نہایت خطرناک قسم کے حملے ہو رہے تھے اور ہر جگہ اسلام کو نعوذ باللہ وحشت اور بربریت کا مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ مخالفین اسلام کے حوصلے بہت بلند تھے۔ اور وہ برملا کہتے تھے کہ عنقریب ہم اسلام کو ہمیشہ کیلئے مٹا دیں گے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ کی بعثت کا واحد مقصد یہ تھا کہ "یحیی الدین ویقیم الشریعۃ" (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام) یعنی اسلام کو زندہ کرنا اور شریعت محمدیہ کو قائم کرنا۔ وہ کام تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد فرمایا۔ چنانچہ آپ نے مبعوث ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں ..... توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"

محترم شیخ صاحب نے مشرقی افریقہ میں احمدیت کے ذریعہ اسلام کے اثر و نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس کی ابتدا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہوئی۔ جبکہ حضور کے بعض صحابہ مشرقی افریقہ پہنچے اور وہاں انہوں نے حضور کے تحریر فرمودہ لٹریچر کی اشاعت کی۔ لیکن منظم طریق سے وہاں تبلیغ اسلام ۱۹۳۴ء میں شروع ہوئی جبکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت خاکسار کو وہاں جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خاکسار کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ جس ملک میں میں دس سال تک اکیلا کام کرتا رہا وہاں آج دس پاکستانی مبلغ اور بارہ افریقن مبلغ اسلام کی تبلیغ کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

فاضل مقرر نے بتایا کہ حضور کے ارشاد پر مشرقی افریقہ میں وسیع پیمانے پر اسلامی لٹریچر شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے میں ان تمام اعتراضات کو جمع کیا گیا جو اسلام پر وہاں کئے جا رہے تھے۔ اور پھر ان کے مدلل جوابات شائع کرنے کا انتظام کیا گیا۔

سواحلی زبان میں ترجمۂ قرآن مجید

مکرم شیخ صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے سلسلہ میں بنیادی طور پر جو سب سے اہم اور عظیم الشان کام مشرقی افریقہ میں سرانجام دیا گیا وہ اس ملک کی اہم اور مقبول عام زبان سواحلی میں قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں اخراجات کیلئے دو لاکھ شلنگ کی ضرورت تھی۔ اور بظاہر اس رقم کا فراہم ہونا ناممکن نظر آتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے ایک نوجوان کے دل میں تحریک کی اور اس نے ایک لاکھ شلنگ اس بابرکت کام کے لئے دے دیئے۔ باقی رقم احباب جماعت نے جمع کر دی جس کے نتیجہ میں ہم دس ہزار کی تعداد میں یہ ترجمہ شائع کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کا دیباچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے رقم فرمایا۔ جسے ہم نے الگ پمفلٹ کی صورت میں بھی پچاس ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔ اور ملک کے طول و عرض میں اس کی خوب اشاعت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ترجمہ غیر معمولی طور پر مقبول ہوا اور اس کے نتیجہ میں اسلام کے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کا مؤثر رنگ میں ازالہ ہوگیا۔ وہاں کی لوگنڈا زبان میں بھی قرآن مجید کا پہلا پارہ چھپ چکا ہے اس کے علاوہ ہم نے گذشتہ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اسلام کی صداقت و حقانیت پر کم و بیش بارہ لاکھ صفحات پر مشتمل لٹریچر شائع کیا۔ پھر ہم انگریزی زبان میں ایک اخبار کے اجراء میں بھی کامیاب ہو گئے۔ جو ملک کی دو اہم زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔ اور تبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوا ہے۔

حضور کی ہدایت پر ایک اور اہم کام جو ہم وہاں کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ خود وہیں کے باشندوں کو بطور مبلغین اسلام کام کرنے کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بارہ افریقن مبلغ ٹریننگ کے بعد باقاعدہ تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ اور آٹھ کے قریب افریقن طالب علم یہاں ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

فاضل مقرر نے بتایا کہ ہماری اس مسلسل تبلیغی مساعی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہی لوگ جو کچھ عرصہ قبل یہ کہہ رہے تھے کہ اسلام افریقہ میں آخری دموں پر ہے وہ آج برملا یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ افریقن قبائل میں اسلام کے اثر و نفوذ کو ترقی دینے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ (اسلام اِن ایسٹ افریقہ صفحہ ۱۲، صفحہ ۱۴) اور یہ کہ اسلام اب تیز رفتاری کے ساتھ افریقہ میں پھیل رہا ہے۔ (ایسٹ افریقہ اینڈ روڈیشیا، ۲۸ اپریل ۱۹۵۵ء)

مساجد کی تعمیر

آپ نے بتایا کہ مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں ایک اہم ضرورت یہ تھی کہ ملک کے طول و عرض میں مساجد تعمیر کی جائیں۔ گرجوں کی بلند و بالا عمارتیں دیکھ کر اہل ملک کو یہ احساس پیدا ہو رہا تھا کہ شاید یہ گرجے ہی ان کی آئندہ ترقی کی بنیاد ثابت ہوں گے۔ ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دُور رس نگاہ نے اس اہم ضرورت کو محسوس کیا۔ چنانچہ حضور نے مجھے ہدایت فرمائی کہ مساجد کی تعمیر کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ اس ملک میں جماعت احمدیہ جیسی غریب جماعت کے لئے یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن حضور کی توجہ اور اللہ تعالے کے فضل نے یہ کام آسان کر دیا۔ اور ہم ہر طرح کی مشکلات کے باوجود متعدد شاندار مساجد تعمیر کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت دارالسلام، ٹبورا، نیروبی، کمپالہ، جنجا، اور کسموں میں ہماری شاندار مساجد موجود ہیں۔

ایمان افروز واقعات

تعمیر مساجد کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کی مثالیں دیتے ہوئے آپ نے بتایا کہ گذشتہ جنگ عظیم کے دوران ایک مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں مقامی غیر مسلموں نے ہر ممکن طریق سے روکاوٹیں ڈالنی شروع کیں۔ اور عدم تعاون کا مظاہرہ کیا۔ جس کی وجہ سے تعمیر کے کام کو جاری رکھنا قریباً ناممکن ہوگیا۔ انہی ایام میں بڑی تعداد میں اطالوی قیدی وہاں لائے گئے جو فن تعمیر کے بڑے ماہر تھے۔ ہماری درخواست پر افسران بالا نے یہ منظور کر لیا کہ وہ اجرت پر تعمیر مسجد کے کام میں حصہ لیں۔ چنانچہ ان قیدیوں نے بہت کم اجرت پر بڑی عمدگی کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ ان لوگوں کو اپنے وطن واپس جانے کا بہت اشتیاق تھا۔ وہ اکثر پوچھتے کہ جنگ کب ختم ہوگی۔ میں انہیں کہا کرتا کہ ہماری مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر جنگ ختم ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ ادھر ہماری مسجد مکمل ہوئی اور ادھر جنگ ختم ہوگئی۔ اور ان لوگوں کو وہاں سے واپس جانے کا حکم مل گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ تعمیر مسجد کیلئے ہی انہیں وہاں لایا۔ اور مسجد کے مکمل ہونے تک انہیں وہیں روکے رکھا۔

جب ممباسہ میں تعمیر مسجد کا سوال پیش ہوا۔ تو ایک مخلص احمدی خاتون کو اللہ تعالےٰ نے ساٹھ ہزار شلنگ بطور چندہ پیش کرنے کی توفیق دی۔ اسی طرح کسموں میں ایک مخلص احمدی نے یہ پیشکش کی کہ میں اپنے خرچ پر ہی مسجد تعمیر کرا دوں گا۔

محترم شیخ صاحب نے خدائی تائید و نصرت کے ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم! ہم نے بارہا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔ کہ اسلام اور احمدیت کی تائید میں اللہ تعالےٰ کے فرشتوں نے آ کر کام کیا۔ اور انہوں نے ناممکن حالات میں لوگوں کے قلوب میں ہماری مدد کرنے کی تحریک کی۔ الحمد للہ!

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہماری کمزوری اور بے بضاعتی اس سے ظاہر ہے کہ اس ملک کے دو کروڑ باشندوں کو اسلام میں داخل کرنے کیلئے ہم صرف دو لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کرتے ہیں۔ گویا فی کس صرف ایک پائی خرچ کرتے ہیں۔ لیکن ہماری اس ایک پائی میں بھی اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی ہے جو دوسروں کے کروڑوں روپیہ میں بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری حقیر مساعی کے شاندار نتائج نکل رہے ہیں۔ اور آج برملا یہ اعتراف کیا جا رہا ہے کہ:۔

"افریقہ میں اسلام عیسائیت کے مقابلے میں دس گنا زیادہ پھیل رہا ہے۔"

(ایسٹ افریقن اسٹینڈرڈ ۳۰ نومبر ۱۹۵۵ء)

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ضروری اعلان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ قادیان منی آرڈرز۔ بیمہ جات۔ یا بینک ڈرافٹس بھجواتے وقت پتہ میں "صدر انجمن احمدیہ" یا "جماعت احمدیہ" کے الفاظ ضرور لکھا کریں۔ پتہ میں "جماعت احمدیہ" یا "انجمن احمدیہ" کے الفاظ درج نہ ہونے کی صورت میں ایسے منی آرڈرز بیمہ جات یا ڈرافٹس غلط طور پر کسی دوسرے کو ادا ہونیکا امکان ہے۔ امید ہے احباب اس معمولی سی احتیاط سے اپنی رقوم ضائع ہونے سے بچائیں گے۔

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

خطبہ جمعہ

توحیدِ کامل کے بغیر کبھی انسان کو حقیقی ایمان اور اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا

توحیدِ کامل کا سچا نمونہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے دکھایا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ فرمودہ ۲۱ نومبر ۱۹۵۸ء بمقام ربوہ۔

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی :-

یاایھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ (الحج ع)

اس کے بعد فرمایا

اس آیت میں

مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یاایھا الذین اٰمنوا ارکعوا اے مومنو رکوع کرو۔ رکوع سے ایک تو وہ رکوع مراد ہوتا ہے جو نماز میں ادا کیا جاتا ہے۔ لیکن رکوع کے ایک معنی توحید کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ عرب لوگ اسلام سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے شخص کو ہمیشہ راکع کہا کرتے تھے کیونکہ وہ بتوں کی پرستش کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ رکھتا اور اس کے سامنے عجز اور تذلل کا اظہار کرتا تھا (تاج) یہاں بھی رکوع کے معنی توحید کے ہی ہیں کیونکہ آگے عبادتِ رب کا ذکر آتا ہے جس میں رکوع بھی شامل ہے۔ پس اس جگہ ارکعوا سے یہی مراد ہے کہ اے مومنو تم توحیدِ کامل اختیار کرو۔

حقیقت یہ ہے

کہ مسلمانوں کے سوا اور دوسری کسی قوم میں توحیدِ کامل نہیں۔ دوسرے مذاہب والے بالعموم اپنے ارباب کو اتنی عظمت دیتے ہیں کہ انہیں خدا کا سا مقام دے دیتے ہیں۔ ان کے مذہبی پیشوا جو بھی فتوے دے دیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے باہر جانا ناجائز ہے۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو یہ کہتا ہے کہ

استفت قلبک ولو افتاک المفتون

ایک مفتی تو الگ رہا اگر سارے مفتی مل کر بھی کسی بات کے متعلق فتوے دیں لیکن تمہارا دل اور دماغ گواہی دے رہا ہو کہ یہ فتوے غلط ہے اور خدا تعالیٰ کی شریعت کچھ اور کہتی ہے تو جو خدا کی بات ہو اسے مانو۔ ان کے فتووں کو نہ مانو۔

غرض توحیدِ کامل کے بغیر انسان کو کبھی

حقیقی ایمان

نصیب نہیں ہوتا۔ یہی ایمان تھا جس کا نمونہ صحابہؓ نے دکھایا۔ اور انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر انہیں اور کوئی چیز عزیز نہیں۔ احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہ اس غم میں پاگلوں کی طرح ہو گئے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جیسے مومن نے بھی کہنا شروع کر دیا کہ اگر کسی نے یہ بات کہی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑا دونگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح احکام لینے آسمان پر گئے ہیں۔ وہاں سے وہ واپس آئیں گے اور منافقوں کو ماریں گے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

نے یہ بات سنی تو آپ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا

الا من کان یعبد محمدًا فان محمدًا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت (بخاری کتاب بدء الخلق باب اجرنی وفضلھم)

اے لوگو تم میں سے جو شخص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا کرتا تھا اسے یاد رکھنا چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرےگا۔ اب دیکھو باوجود اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صحابہ کو شدید صدمہ تھا۔ اتنا صدمہ کہ آپؐ کے ایک صحابی نے یہ شعر کہے کہ

کنت السواد لناظری
فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت
فعلیک کنت احاذر۔

یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا

تیرے مرنے کے ساتھ آج میری آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے مرنے کے بعد کوئی شخص مرے۔ مجھے اس کی موت کی پرواہ نہیں۔ مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا۔ اب تیری موت کے بعد خواہ عیسیٰ مرے یا موسیٰ مرے۔ یا کوئی اور مرے مجھے اس کی کوئی فکر نہیں۔ پھر بھی ان کی محبت حضرت ابوبکرؓ کی محبت سے زیادہ نہیں تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی انسان کو خلیل بنانا جائز ہوتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا۔ پھر انہوں نے اسلام کی خاطر اتنی

عظیم الشان قربانیاں

کی تھیں کہ ان کے مقابلہ میں دوسرے صحابہؓ کی قربانیاں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتیں۔

ایک جنگ کے موقعہ پر جب کہ سخت تنگی کا زمانہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کے لئے اعلان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سمجھا آج میں

چندہ میں سب سے بڑھ جاؤنگا

میں نے اپنی دولت کے دو حصے کر دئے ایک حصہ اپنے گھر میں رکھا اور ایک حصہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور میں نے سمجھا کہ آج

میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا

لیکن میرے پہونچنے سے پہلے ہی حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچ چکے تھے اور جو کچھ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا تھا اس کو دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ ابوبکر! تم نے اپنا سب مال چندہ میں دے دیا تم نے اپنے گھر میں کیا رکھا ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ گھر میں خدا اور اس کے رسول کے سوا اور کچھ نہیں۔ تب حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں شرمندہ ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ بڈھا جو ہر میدان میں مجھ سے بازی لے جاتا ہے آج بھی بڑھ گیا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے بہت زیادہ قربانی کی تھی لیکن اس نے

مجھ سے بھی زیادہ قربانی کی ہے

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسی قربانی کرنے والے انسان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو محبت ہوگی وہ اور کسی کو نہیں ہو سکتی۔ مگر باوجود اس کے اس نے اس موقعہ پر ایسا صبر دکھایا کہ جن لوگوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ قرار دیا تھا ان پر خوش ہونے کی بجائے کہ وہ آپ کے محبوب کو زندہ قرار دیتے تھے اس نے ان پر ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا زندہ رہنے والا صرف خدا ہی ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو زندہ قرار دیتا ہے وہ یقیناً مشرک ہے اور میں مشرک نہیں ہوں۔

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب آپ کا تیار کردہ لشکر

حضرت اسامہؓ کی کمان میں

شام جانے لگا تو صحابہ کے مشورہ سے خود حضرت عمرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا اس وقت سارا عرب مرتد ہو گیا ہے یہ مناسب نہیں کہ مدینہ کے سب لڑنے والے سپاہی باہر بھیج دئے جائیں۔ آپ اس وقت لشکر کو روک لیں تاکہ پہلے منافقوں کا مقابلہ کر لیا جائے جب وہ تباہ ہو جائیں گے اور اسلام پھر نئے سرے سے قائم ہو جائیگا تو شام کو فتح کر لیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ جو بظاہر بڑے نرم دل تھے اور لڑائی کرنے والے نہیں سمجھے جاتے تھے کہنے لگے عمرؓ تم یہ کہتے ہو کہ میں اسامہ کے لشکر کو روک لوں۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں خود اس لشکر کو تیار کیا تھا اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ یہ لشکر شام کو بھجوایا جائے کیا میں آپ کا خلیفہ بن کر سب سے پہلا کام یہی کروں گا کہ آپؐ نے جو لشکر تیار کیا تھا اس کو روک لوں؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا حضرت عمرؓ نے کہا کہ مدینہ کے ارد گرد کے تمام قبائل

قبائل مرتد ہو گئے ہیں

وہ مدینہ پر حملہ کریں گے اور تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ! رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کے لحاظ سے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کیا ہوگا۔ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کو بہر حال پورا کرونگا۔ اگر مدینہ میں سارے منافق آجائیں اور تم مجھے سب چھوڑ کر چلے جاؤ تب بھی میں اکیلا ان سب کا مقابلہ کرونگا۔ اور خدا کی قسم اگر مدینہ کی گلیوں میں عورتوں کی نعشوں کو کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا۔ جس لشکر کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھجوانے کے لئے تیار کیا تھا۔ مگر باوجود اس عشق اور محبت کے آپ کو اللہ تعالیٰ کی توحید اتنی پیاری تھی کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقعہ پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپؐ زندہ ہیں تو آپؓ نے کہا یہ شرک ہے۔ میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔ شرک اسلام میں جائز نہیں۔ میں تو وہی بات کہوں گا جو خدا تعالیٰ سے ثابت ہے

چنانچہ آپ نے توحید کو قائم رکھا اور حضرت اسامہ کے لشکر کو بھجوا دیا

اس کا نتیجہ یہ ہوا

کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی ایسی تائید فرمائی کہ منافق بھی شکست کھا گئے اور شام میں بھی اللہ تعالےٰ نے حضرت اسامہ کو فتح اور غلبہ دیا۔ بیشک شام کی فتح کی تکمیل حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جاکر ہوئی لیکن حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اس کی ابتدا ہو گئی تھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت کے ایمان کا بھی انہیں بدلہ دے دیا۔ اور ان کے ذریعہ اسلام کو بڑی بھاری فتوحات ہوئیں مگر حضرت ابوبکرؓ کا ایمان اس سے ثابت ہو گیا کہ انہوں نے

اپنے محبوب ترین وجود کے متعلق

بھی کوئی ایسی بات برداشت نہ کی جو خدا تعالےٰ کی توحید کے منافی تھی اور جب کسی نے کہا کہ وہ زندہ ہیں تو آپؓ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ صرف اللہ تعالےٰ ہی دائمی طور پر زندہ ہے اور وہ کبھی نہیں مرے گا۔ میں موجود ہوں اور یہی تعلیم مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ یہ کس طرح ہو سکتی ہے کہ آپ کی وفات کے بعد ہی میں اس تعلیم کو بھول جاؤں چنانچہ لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر آپ تشریف لائے تو آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا خدا کی قسم اللہ تعالےٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ یعنی

یہ نہیں ہو سکتا

کہ آپ پر جسمانی موت بھی آئے اور روحانی موت بھی آئے۔

یعنی آپ کی موت کے ساتھ آپ کا مذہب بھی ضائع ہو جائے آپ کا مذہب بہرحال قائم رہے گا۔ جسمانی موت آئی ہے لیکن آپ پر روحانی موت نہیں آسکتی۔ ایسی ہی توحید کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے کہ

یاایھا الذین اٰمنوا ارکعوا

اے مومنو کامل توحید اختیار کرو اور ہر طرف سے ہٹ کر صرف خدا تعالےٰ کی طرف توجہ رکھا کرو۔ تمہارا کتنا ہی کوئی عزیز ہو اگر وہ تم سے علیحدہ ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کی محبت تمہیں حاصل ہے تو تمہیں خدا تعالےٰ پر اتنا یقین ہونا چاہیئے اور اتنا توکل ہونا چاہیئے کہ تمہیں سمجھنا چاہیئے کہ کوئی شخص تمہیں نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ پھر فرماتا ہے واسجدوا۔ تم سجدہ کرو۔ یہاں بھی سجدہ سے مراد نماز والا سجدہ نہیں کیونکہ آگے فرمایا ہے واعبدوا ربکم تم اپنے رب کی عبادت کرو اور عبادت میں سجدہ خود شامل ہوتا ہے۔ پس یہاں سجدہ سے مراد اطاعت اور فرمانبرداری ہے اور

اسجدوا کے معنے

یہ ہیں کہ تم اپنے ماں باپ اور بزرگوں اور حکومت کی اطاعت کرو یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اپنے اندر نظم پیدا کرو۔ کبھی اپنے اندر بغاوت کی روح نہ آنے دو۔ نہ اپنے خاندانی بزرگوں سے بغاوت کرو اور نہ اپنے مذہبی بزرگوں سے بغاوت کرو۔ اور نہ حکومت کے عمال سے بغاوت کرو۔ بلکہ ہمیشہ اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرو۔ واعبدوا ربکم اور اپنے رب کی عبادت کرو۔ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون اور ہمیشہ سب سے اچھے کام کرنے کی کوشش کرو۔

خیر کے معنے

عربی زبان میں صرف نیکی کے نہیں ہوتے بلکہ اس کے معنے ایسے فعل کے ہوتے ہیں جس میں وہ تمام کمالات اور خصائص پائے جائیں جو اس کام کے مناسب حال ہوں۔ (اقرب) پس وافعلوا الخیر کے یہ معنی ہیں کہ تم سب سے اچھے اعمال بجا لاؤ۔ لعلکم تفلحون تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ فلاح کے معنی عربی زبان میں اپنی مراد کو پا لینے کے ہوتے ہیں۔ پس لعلکم تفلحون کے یہ معنے ہیں کہ اگر تم سب سے اچھی نیکیاں بجا لاؤ گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری تمام نیک مرادیں پوری ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ دنیا میں اپنے وجود کو قائم کر دے گا

مومن کی سب سے بڑی مراد

یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہو جائے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہی کہا تھا کہ اے خدا جس طرح تیری بادشاہت آسمان پر ہے اسی طرح زمین پر بھی آجائے۔ درحقیقت مومن کی سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نظر آنے لگ جائے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ صرف مجھے خدا نظر آجائے بلکہ

مومن یہ چاہتا ہے

کہ ہر ایک کو خدا نظر آجائے۔ اور یہی اس کی مراد ہوتی ہے۔ جب وہ نیکیوں میں ترقی کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی اس خواہش کو بھی پورا کر دیتا ہے اور اس کے ذریعہ دنیا میں اپنا وجود ظاہر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جیسے موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہم نے خدا تعالےٰ کو دیکھا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں نہ آتے تو خدا تعالیٰ کا وجود ہمارے لئے بالکل مخفی ہوتا۔ عرش پر بیٹھا ہوا وجود کس کو نظر آتا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا ہمارے لئے زمین پر آگیا۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کے وجود کو دیکھ لیا۔ اور جب تک احمدی احمدیت پر سچے طور پر قائم رہیں گے خدا تعالےٰ اپنے وجود کو ہمیشہ ان کے ذریعہ ظاہر کرتا رہیگا۔ پھر فرماتا ہے

وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ۔۔

اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ایسا جہاد کرو جو جہاد کا حق ہے "جہاد کا حق ہے" کہہ کر بتا دیا کہ جہاد کی جتنی قسمیں ہیں تم ان تمام قسموں کو پورا کرو۔ صرف تلوار کا جہاد ہی جہاد نہیں

اسلام کی اشاعت کیلئے

ہر قسم کی قربانیاں کرنا اور دلائل اور براہین سے دشمنوں کا مقابلہ کرنا بھی جہاد میں ہی شامل ہے۔ اور یہ وہ جہاد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساری عمر کرتے رہے اور آج آپ کی جماعت بھی جہاد کر رہی ہے چنانچہ یورپ امریکہ افریقہ۔ انڈونیشیا۔ سیلون۔ ماریشس ہندوستان اور دیگر کئی ممالک میں احمدیوں نے جہاد شروع کیا ہوا ہے وہ تبلیغ اسلام کرتے ہیں اور لوگوں تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہونچاتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہوں۔ اب تک بعض ایسے ہندوؤں کے خط میرے نام آتے رہتے ہیں جنہوں نے قادیان کی چھپی ہوئی بعض کتابیں پڑھی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم پر اسلام کی

حقیقت کھل گئی ہے

ہماری درخواست ہے کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں اس سال جب ہم جابہ میں تھے۔ تو میاں بشیر احمد صاحب نے آموں کی ایک ٹوکری مجھے بھجوائی یہ اس ہندو نے قادیان سے بھجوائے تھے جس کے پاس ہمارا دارالانوار والا باغ ہے۔ اس نے لکھا کہ ایک دن خواب میں حضرت مرزا صاحب تشریف لائے تھے اور انہوں نے کہا تھا آپ نے ہمیں آم کیوں نہیں بجھوائے۔ چنانچہ میں یہ آم بھجواتا ہوں تاکہ خواب پوری ہو جائے۔ غرض ہمارا جہاد آج بھی لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کر رہا ہے ہندوستان میں بھی۔ امریکہ میں بھی۔ یورپ میں بھی اسکے ذریعہ سینکڑوں لوگوں کو

اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے

اور وہ توجہ پیدا ہوتی چلی جائیگی۔ یہاں تک کہ تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ آج اسلام کی حیثیت بیشک ظاہری طور پر کم نظر آتی ہے لیکن ایک وقت آئیگا کہ اس کے مقابلہ میں غیر مذاہب کی حیثیت بہت ہی کم ہو جائے گی۔ کیونکہ اسلام کے لئے فتح مقدر ہے اور اس کے دشمنوں کے لئے شکست مقدر ہے +

(الفضل ۲۶ دسمبر ۱۹۵۸ء)

شری آر۔ این۔ رتھ وزیر ترقیات اڑلیسہ کا مکتوب

بنام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

شری رادھا ناتھ رتھ وزیر ترقیات صوبہ اڑلیسہ کے یوم پیدائش پر ان کی خدمت میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مبارکباد کا پیغام بھیجا گیا تھا۔ اس کے جواب میں انہوں نے جو خط لکھا ہے اس کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

"نمبر 3266-H.D مورخہ 27/12/58

میرے پیارے ناظر صاحب!

میں آپ کے خط نمبر ۸۱۶ مورخہ ۱۲/۱۲/۵۸ کی رسیدگی کی اطلاع نہایت شکریہ کے ساتھ دیتا ہوں۔ آپ نے مہربانی فرما کر میری پیدائش کے دن پر مبارکباد پیش کی ہے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ آپ نے میرے جیسے حقیر انسان کے یوم پیدائش کو یاد رکھا ہے۔ اس سے آپ کی وسعت قلبی اور سیر چشمی کا ثبوت ملتا ہے۔ جو آپ دوسری قوموں کے دوستوں سے برتتے ہیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے اس بات سے انتہائی خوشی ہوئی کہ مجھے آپ سے تعاون حاصل ہوا۔ اور اس کام کے متعلق مجھے واقفیت پہنچی جو آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی تبلیغ کے سلسلہ میں احمدیہ جماعت کے بذریعہ کر رہے ہیں۔

مجھے آپ کا لٹریچر جو آپ نے مہربانی سے ارسال کیا ہے مل گیا ہے۔ میں پوری دلچسپی کے ساتھ اس کو پڑھ رہا ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ اڑلیسہ کو نہیں بھلائیں گے اور آئندہ مواقع پر بھی اس صوبہ میں تشریف لائیں گے اور اپنے عظیم پیغام سے ہمارے اندر روح پیدا کریں گے۔ بہت محبت اور احترام کے ساتھ رخصت ہوتا ہوں۔

آپ کا مخلص

آر۔ این۔ رتھ"

"سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے"

دوستوں کو علمی اور تحقیقی مضامین لکھنے کی دعوت

از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدّ ظلّہ العالی

یہ بیش قیمت مضمون الفضل کے جلسہ سالانہ نمبر سے افادۂ احباب کی خاطر نقل کیا جاتا ہے۔ اس میں حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی نے ایک علمی تحریک کی بناء پر جماعت کے نوجوانوں کو تحقیقی مضامین لکھنے اور اسلام اور احمدیت کی تائید میں علمی لٹریچر تصنیف کرنے کی طرف نہایت عمدہ طور پر توجہ دلائی ہے اور بطور نمونہ ۲۷ عنوانات بھی تجویز فرمائے ہیں جن پر آجکل تحقیقی مضامین لکھنے کی ضرورت ہے اسی سلسلہ میں ممدوح کا ایک اور نوٹ الفضل ۷ جنوری میں شائع ہوا ہے جس میں مزید آٹھ عنوانات ہیں۔ یہ عنوانات بھی اس مضمون میں شامل کر لئے گئے ہیں چنانچہ کل عنوانات ۳۵ ہو گئے ہیں (ایڈیٹر)

عنوان میں درج شدہ **مصرع** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک **نظم** کا حصہ ہے جس کے شروع میں یہ شعر آتا ہے کہ:۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

اس مصرع کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ گو اسلام نے مسلمانوں پر **جہاد** فرض کیا ہے اور مومنوں کو حکم دیا ہے کہ ان میں سے **ایک طبقہ** لازماً دین کی خدمت اور دین کے رستہ میں جدوجہد کے لئے وقف رہنا چاہیئے مگر مختلف قسم کے حالات کے ماتحت دین کی خدمت مختلف رنگ اختیار کر سکتی ہے۔ بعض حالات میں جبکہ کوئی دشمن اسلام کو مٹانے کی غرض سے جبر اور تشدد کا رستہ اختیار کر کے مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائے تو اس وقت اپنے دفاع کے لئے (نہ کہ مخالفوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے کیونکہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ) **"تلوار کا جواب تلوار سے"** دینا ہوگا۔ اور اگر دشمن کا حملہ دلائل اور عقلی اور نقلی اعتراضوں کے رنگ میں ہو تو اس وقت اسلام کا جہاد بھی اسی میدان کے اندر محدود ہو جائے گا۔ اور اگر کسی وقت مسلمانوں کی اپنی بدعملی اسلام کو بدنام کرنے کا باعث بن رہی ہو تو اس وقت سب سے **مقدم جہاد** مسلمانوں کی تربیت اور ان کی روحانی اور اخلاقی اصلاح سے تعلق رکھے گا۔ وغیرہ وغیرہ چنانچہ ایک موقعہ پر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک وقتی تلوار کے جہاد سے وقتی طور پر فارغ ہوئے تو آپ نے میدانِ کارزار سے مدینہ کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا

رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر

"یعنی اب ہم **چھوٹے جہاد** سے فارغ ہو کر **بڑے جہاد** یعنی اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کرنے کی طرف آئے ہیں"

اسی اصولی تعلیم کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانئے سلسلہ احمدیہ نے وہ مصرع ارشاد فرمایا ہے جو اس **مختصر** سے نوٹ کے عنوان کی زینت ہے۔ اور آپ کا منشاء یہ ہے کہ یہ زمانہ اپنے وقتی تقاضوں اور پیش آمدہ حالات اور مخالفوں کے رویہ کے مطابق **تلوار** کے جہاد کا زمانہ نہیں ہے بلکہ **قلم** کے جہاد کا زمانہ ہے۔ جبکہ مخالفینِ اسلام کی طرف سے اسلام کے خلاف معاندانہ لٹریچر کے ذریعہ سے بے پناہ حملے کئے جا رہے ہیں۔ ایسے وقت میں اصل جہاد **قلم** کا جہاد ہے تا کہ **قلم** کے ذریعہ غیر مسلموں کے اعتراضوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا جائے کہ ان کے قلموں اور ان کی زبانوں کی گولہ باری پر موت وارد ہو جائے۔ اور یہی رستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی منشاء کے ماتحت اختیار کیا۔ چنانچہ آپ کی اس عدیم المثال خدمت کا اعتراف مخالفوں تک نے ایسے شاندار رنگ میں کیا ہے کہ اس تعریف سے ملک کی مخالفانہ فضا تک گونجنے لگ گئی۔ مثال کے طور پر **امرتسر** کے مشہور اخبار **وکیل** کے غیر احمدی ایڈیٹر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر لکھا:۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو **مسیحیوں** اور **آریوں** کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا **قبول عام** کی سند حاصل کر چکا ہے اس لٹریچر کی **قدر و عظمت** آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف **عیسائیت** کے اس ابتدائی اثر کے **پرخچے اڑا دیئے** جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا۔ بلکہ خود **عیسائیت کا طلسم** دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ اس کے علاوہ **آریہ سماج** کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب نے اسلام کی **بہت خاص خدمت** سرانجام دی ہے۔ ان کی آریہ سماج کے مقابل کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے **ناممکن ہے** کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں"

پھر دہلی کے غیر احمدی اخبار **کرزن گزٹ** نے اپنے اخبار میں لکھا کہ:۔

"ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے **آریہ** اور بڑے سے بڑے **پادری** کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم مرزا صاحب **کے مقابلہ پر زبان کھول سکتا**۔ اگرچہ مرحوم پنجابی تھا **مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی** کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔"

پس اس نوٹ کے عنوان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو شاندار مصرع درج ہے وہ کسی ناواجب فخر و افتخار کی پیداوار نہیں بلکہ ایک **زبردست حقیقت** ہے جو تلوار سے زیادہ کاٹنے والی اور دلوں کی گہرائیوں میں گھر کرنے والی ہے اور اس سے اس اعتراض کا جواب ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ تلوار کے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔ عزیزو اور دوستو! سوچو اور سمجھو کہ حضرت مرزا صاحب جو اسلام کی خدمت اور دین کے احیاء کے لئے مبعوث ہوئے تھے وہ کس طرح کسی اسلامی تعلیم کو منسوخ کر سکتے تھے پس اگر تلوار کے جہاد کو کسی نے وقتی طور پر **معلق** کیا ہے (منسوخی کا تو سوال ہی نہیں) تو وہ زمانہ کے حالات نے کیا ہے۔ اور اسلام کی اس اصولی تعلیم نے کیا ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہو چکی ہے جس میں جہاد کا تو **بہر حال اور بہر صورت حکم ہے** مگر اس کی نوعیت کو زمانہ کے حالات اور وقت کے تقاضوں اور مخالفوں کے رویہ پر چھوڑا گیا ہے۔ پھر کیا حضرت مرزا صاحب کے شاندار اور عدیم المثال **قلمی جہاد نے تلوار کے جہاد کی کوئی ضرورت باقی چھوڑی ہے؟** خدائی احکام ہمیشہ بنی نوع انسان کی ضرورت پر مبنی ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا حکیم ہے اور حکیم ہستی کے احکام ہمیشہ حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر مخالفوں کی طرف سے اسلام کے خلاف قلم اور زبان کے ذریعہ حملہ ہو تو اس کا طبعی رد اور فطری جواب جو دلوں میں حقیقی ایمان پیدا کر سکتا ہے وہ صرف قلم اور زبان کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ اور اسی کی طرف حضرت مسیح موعود نے اپنے اس لطیف مصرع میں اشارہ فرمایا ہے جو اس مضمون میں زیرِ عنوان ہے

مگر اس جگہ مجھے **جہاد کا فلسفہ** بیان کرنا مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ اپنی ایک **رؤیا** کی بناء پر جماعت کے نوجوانوں کو اسلام اور احمدیت کی قلمی خدمت کی طرف توجہ دلانا اصل مقصد ہے۔ چند دن ہوئے میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا جس سے میں **ڈرا** بھی اور **خوش** بھی ہوا۔ میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھے حضرت خلیفہ اولؓ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک لمبا سا خط لا کر دیا ہے یہ خط میرے نام ہے۔ میں نے خط پڑھنے سے پہلے اس کے آخری حصہ کو اٹھا کر دیکھا تو خط کے نیچے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے دستخط تھے۔ اور خط کے آخر میں اس قسم کا مضمون تھا کہ اگر آپ نے احمدی نوجوانوں کو اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے مضامین لکھنے اور تصانیف کرنے کی ترغیب نہ دی اور اس کا طریقہ نہ سمجھایا تو اس معاملہ میں میں اور عبداللہ اور والدہ عبداللہ آپ پر خوش نہیں ہوں گے او کما کان۔ میں اس خواب سے خوش تو اس لئے ہوا کہ تصنیف کے میدان میں میری حقیر سی خدمت عالمِ بالا میں قدر کے قابل سمجھی گئی اور ڈرا اس لئے کہ جماعت کے نوجوانوں کو فن تصنیف کی ترغیب دینے اور اس کا طریقہ سمجھانے کی ذمہ داری ایسی نازک اور وسیع ہے کہ میں شاید اپنی موجودہ عمر اور موجودہ صحت میں اسے کما حقہٗ ادا نہ کر سکوں۔ اور **عبداللہ اور عبداللہ کی والدہ** سے میں یہ سمجھا ہوں کہ عبداللہ سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جو اس زمانہ میں سب سے بڑے **عبداللہ** (یعنی اللہ کے بندے) ہیں۔ اور **عبداللہ کی والدہ** سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) ہیں جن کی مقدس تعلیم

... صفحہ (کالم ۳ و ۴) پر ملاحظہ فرمائیں۔

اور مبارک اسوہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود باجود پیدا ہوا - اور خدا کرے (اور اے کاش کہ ایسا ہی ہو) کہ قیامت کے دن ان دونو کی روح اس عاجز سے خوش ہو ذالک ظنی باللہ وارجوا منہ خیراً -

بہر حال اس رؤیا کی بناء پر یہ نوٹ الفضل میں بھجوا رہا ہوں - تا احمدی نوجوانو کو فن تحریر اور مضمون نویسی کی طرف توجہ پیدا ہو اور وہ قلم کے میدان میں سلطان القلم (یہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہامی نام ہے) کے انصار بن کر دین کی نمایاں خدمت انجام دے سکیں - بیشک زبان بھی تبلیغ ہدایت اور اشاعت علم کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے مگر جو مقام قلم کو حاصل ہے وہ زبان کو ہرگز حاصل نہیں اسی لئے قرآن مجید نے اپنی ابتدائی وحی میں قلم کے ذریعہ اشاعت اسلام کا نمایاں طور پر ذکر فرمایا ہے - جیسا کہ فرمایا ہے

اقرأ وربک الاکرم
الذی علم بالقلم

"یعنی اسے رسول لوگوں تک
ہمارا نام اور ہمارا پیغام پہنچا
کیونکہ تیرا رب تمام بزرگیوں
کا مالک ہے - ہاں وہی آسمانی
آقا جس نے قلم کے ذریعہ
علم کی اشاعت کا سامان پیدا
کیا ہے"

پس قلم علم کی اشاعت اور دین کی تبلیغ کا سب سے بڑا اور سب سے اہم اور سب سے موثر ترین ذریعہ ہے - اور زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عملاً دائمی ہوتا ہے - زبان کی بات عام طور پر منہ سے نکل کر ہوا میں گم ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ اسے قلم کے ذریعہ محفوظ کر لیا جائے مگر قلم دنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے اور پریس کی ایجاد نے تو قلم کو وہ عالمگیر پھیلاؤ اور وہ دوام عطا کر دیا ہے جس کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں - کیونکہ قلم کا لکھا ہوا گویا پتھر کی لکیر ہوتا ہے جسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی - اور قلم کو یہ مزید خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اسے اپنے منبع کی نسبت کے لحاظ سے کامل یقین کا مرتبہ میسر ہوتا ہے ہمیں بعض اوقات کسی شخص کی طرف سے کوئی بات زبانی طور پر پہنچتی ہے مگر اس کے سننے والوں کی روایت میں اختلاف ہوتا ہے مگر جب کسی شخص کے قلم سے کوئی بات نکلے تو پھر اس بات کے منبع اور ماخذ کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا

بہر حال اس زمانہ میں جب کہ اسلام کے دشمن اسلام کی تعلیم اور حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف ہزاروں لاکھوں رسالے اور کتابیں شائع کر رہے ہیں - قلم سے بڑھ کر اسلام کی مدافعت اور اسلام کے پرامن مگر جارحانہ علمی اور روحانی حملوں سے زیادہ طاقتور کوئی اور ظاہری ذریعہ نہیں

پس اسے عزیزو اور اے دوستو اپنے فرض کو پہچانو - اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر اسلام کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں - تمہارے سینوں میں اب بھی سعد بن ابی وقاص اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص اور دیگر صحابہ کرام اور قاسم اور قتیبہ اور طارق اور دوسرے فدایان اسلام کی روحیں باہر آنے کے لئے تڑپ رہی ہیں انہیں رستہ دو کہ جس طرح وہ قرون اولی میں تلوار کے دھنی بنے اور ایک عالم کی آنکھوں کو اپنے کارناموں سے خیرہ کیا اسی طرح اب وہ تمہارے اندر سے ہو کر (کیونکہ خدا اب بھی اپنی قدرتوں کا مالک ہے) قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں - چند ماہ کی بات ہے کہ مجھے کسی عزیز نے کہا اور میں شرم سے کٹ گیا کہ کچھ عرصہ سے ہماری جماعت میں اس قسم کی علمی اور تحقیقاتی کتب شائع نہیں ہو رہیں جو چند سال پہلے شائع ہوا کرتی تھیں - یہ اعتراض تو درحقیقت درست نہیں کیونکہ اس عرصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کے ذریعہ بیش بہا علمی اور عرفانی جواہر پارے منظر عام پر آئے ہیں - اور بعض دوسرے اصحاب نے بھی بعض اچھی کتابیں لکھی ہیں - مگر اس میں شبہ نہیں کہ جس تیز رفتاری سے قلمی خدمت میں ترقی ہونی چاہیئے تھی اور جس رنگ میں بعض نئے میدانوں میں تحقیقی مضامین لکھنے کی ضرورت تھی اس میں کسی قدر کمی ہے - اور یہ بھی ایک حد تک درست ہے کہ بعض نوجوانوں کا میلان تحقیقی اور علمی مضامین لکھنے کی بجائے نوک جھونک والے سطحی اور وقتی مقالوں کی طرف زیادہ ہو رہا ہے - یہ میلان ایک ترقی کرنے والی قوم کے لئے بہت نقصان دہ ہے اور ضرورت یہ ہے کہ بہت جلد کانٹا بدل کر جماعت کی قلموں کو صحیح رستہ پر ڈالنے کی کوشش کی جائے - قرآن فرماتا ہے کہ :-

جادلھم بالتی ھی احسن

"یعنی مخالفوں کے ساتھ دینی جہاد
کرنے میں بہترین اور پختہ ترین
اور موثر ترین دلائل اختیار
کرو اور یونہی سطحی باتوں میں
الجھ کر اپنی ہنسی نہ اڑاؤ"

تحقیقی مضمون لکھنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ پہلے ایک موضوع کو جو کسی تحقیقی حاضر الوقت ضرورت کے مطابق ہو چن کر اسے اپنے ذہن میں مستحضر رکھا جائے - اور اس پر کچھ وقت تک غور کیا جائے پھر قرآن اور حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے بنیادی لٹریچر کا مطالعہ کر کے اس مضمون کے نوٹ لئے جائیں - اور انہیں ترتیب وار مرتب کیا جائے - پھر جو امکانی اعتراضات اس مضمون کے متعلق دوسروں کی طرف سے ہوئے ہوں یا ہو سکتے ہوں انہیں ذہن میں رکھ کر انکا جواب سوچا جائے - پھر ایک عمومی خاکہ اس امر کے متعلق اپنے دماغ میں قائم کیا جائے کہ اس مضمون کو کس طرح شروع کرنا ہے - اور کس طرح چلانا اور کس طرح ختم کرنا ہے آغاز اس طرح ہونا چاہیئے کہ مضمون پڑھنے والا اس کی نوعیت اور اہمیت کو محسوس کر کے اس کے لئے ذہنی طور پر تیار اور چوکس ہو جائے اور اختتام اس رنگ میں سوچا جائے کہ گویا چند تیر ہیں جو آخری ضرب کے طور پر پڑھنے والے کے دل میں پیوست کرنے مقصود ہیں - اس کے بعد نوٹ سامنے رکھ کر دعا کرتے ہوئے مضمون شروع کیا جائے - اور ہر ضروری اقتباس کے اختتام میں بریکٹوں کے اندر معین حوالہ درج کیا جائے تا اگر مضمون پڑھنے والا اس بارے میں مزید تحقیق کرنا چاہے تو از خود تحقیق کر کے تسلی کر سکے - مضمون ختم کر لینے کے بعد نظر ثانی بہت ضروری ہے اور نظر ثانی کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے مضمون کو علیحدگی میں اونچی آواز سے پڑھا جائے تاکہ آنکھوں کی فطری حس کے علاوہ کان بھی اپنی قدرتی موسیقی کو کام میں لا کر اصلاح میں مدد دے سکیں - میں نے بارہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس رنگ میں اپنی تحریرات کو پڑھتے دیکھا اور سنا ہے - اور آپؑ اپنے مضامین کی نظر ثانی بھی ضرور فرمایا کرتے تھے - چنانچہ آپؑ کے مسودات کی عبارت کئی جگہ سے کٹی ہوئی اور بدلی ہوئی نظر آتی تھی اور ایسا نہیں ہوتا تھا کہ بس جو لکھا گیا سو لکھا گیا - بلکہ آپ اس غرض سے اور نیز صحت کی غرض سے اپنی کتب کی کاپیاں اور پروف تک بھی خود ملاحظہ فرمایا کرتے تھے :

مضمون شروع کرنے سے قبل نیت درست کرنے اور خدمت دین کے جذبہ کو اپنے دل میں جگہ دینے اور دعا کرنے کا میں نے یہ عظیم الشان فائدہ دیکھا ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ غیر معمولی رنگ میں نصرت فرماتا ہے - مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ ایک دفعہ جب میں نے اپنے ایک مضمون کی پہلی سطر ہی لکھی تھی تو یکلخت مجھ پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ صفحہ کے آخری حصہ میں جو اس وقت خالی تھا ایک خاص عبارت لکھی ہوئی درج ہے اور مجھے توجہ دلائی گئی کہ اپنے اس مضمون کو اس عبارت کے مضمون کی طرف کھینچ لا - چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے مضمون میں ایک نیا اور بہت دلکش رنگ پیدا ہو گیا - بعض اوقات ایسا ہوا کہ میں نے مضمون کا ایک ڈھانچہ سوچ کر نوٹ کیا - مگر بعض حصوں میں مضمون لکھتے لکھتے میرا قلم خود بخود ایک نئے رستہ پر پڑ گیا اور بالکل نئی باتیں ذہن میں آ گئیں چنانچہ جو ڈھانچہ میں شروع میں سوچا کرتا ہوں عموماً اس کا نصف یا اس سے کچھ کم حصہ مضمون لکھتے ہوئے بہتر صورت میں بدل جایا کرتا ہے - یہ سب دعا اور حسن نیت اور اللہ کے فضل کا ثمرہ ہے - ورنہ من آنم کہ من دانم - بایں ہمہ شروع کی تیاری بہت ضروری ہے کیونکہ یہ تیاری بھی نصرت الٰہی کی جاذب ہوا کرتی ہے -

یہ سوال کہ علمی اور تحقیقی تصانیف کے لئے کن مضمونوں کو چنا جائے ایک بہت اہم سوال ہے مگر باوجود اس کے کچھ مشکل بھی نہیں - ہمارے سامنے ہمارے آسمانی آقا کی سنت موجود ہے جس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہوتا ہے - اور وقت کی حقیقی ضرورت کو پورا کرتا ہے - دراصل اگر کوئی کام وقت کی ضرورت کے مطابق نہ ہو تو وہ ایک کھوکھلے فلسفہ اور دماغی کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا - اور خدا کی ذات اس قسم کے لایعنی فلسفہ سے بالا ہے - اگر خدا چاہتا تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتداء آفرینش میں ہی پیدا کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ابھی بنی نوع انسان اپنے دماغی قویٰ اور ماحول اور تمدن کے لحاظ سے کسی دائمی اور عالمگیر شریعت کے حامل بننے کے اہل نہیں تھے - پس اس نے فلسفہ کو چھوڑ کر حکمت کا رستہ اختیار کیا - اور یہی رستہ ہمارے لئے بھی کھلا ہے پس مضمون کے انتخاب کے متعلق میرا یہ مشورہ ہے کہ صرف ان مضمونوں کو

چاہئے جو حکیمانہ طریق پر وقت کی کسی اہم ضرورت کو پورا کرنے والے ہوں۔ اور دنیا ان مضمونوں کے لئے پیاسی ہو۔ اور اس تعلق میں یہ خیال روک نہیں بننا چاہیئے کہ کسی مضمون پر کچھ عرصہ پہلے لکھا جا چکا ہے کیونکہ زمانہ کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور نہ صرف نئے نئے مسائل بلکہ پرانے مسائل کے نئے نئے پہلو بھی پیدا ہوتے اور سامنے آتے رہتے ہیں۔ کئی مضامین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لکھے گئے اور نہایت تسلی بخش صورت میں لکھے گئے۔ اور انہوں نے دنیا کی **پیاس بجھائی**۔ مگر آج ان مسائل کے نئے نئے پہلو پیدا ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ ان پر سوچنا اور ان کے متعلق **قرآن و حدیث** اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **لٹریچر** اور دیگر بنیادی لٹریچر سے اصولی روشنی حاصل کر کے زمانہ کے نئے مسائل کو حل کرنا یا پرانے مسائل کی نئی **گتھیوں کو سلجھانا** جماعت کے خادم دین علماء کا کام ہے۔ اقوام عالم کی روحیں دلوں کو منور کرنے والی نئی روشنی کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ صدیوں کے تعصب کی وجہ سے وہ اسلام کے نام سے تو ابھی تک بیشتر صورت میں متنفر ہیں مگر اسلام کی حقیقت کو اپنانے کے لئے بیچین بھی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ نبوت سے معمور کلام جو آج سے بیسیوں سال پہلے کہا گیا آفتاب عالمتاب کی طرح ہی مشرق سے بلند ہو کر مغرب کے مرغزاروں میں بزبانِ حال گونج رہا ہے کہ:-

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

یہی حال احمدیت کا ہے کہ جماعت احمدیہ کو برا بھلا کہتے ہوئے بلکہ ہر قسم کے فتنے لگاتے ہوئے بھی غیر احمدی دنیا جماعت احمدیہ کے خیالات اور نظریات کو مسلسل اپناتی چلی جاتی ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **قلم** کا کرشمہ ہے جس کے پیچھے خدا کی عظیم الشان نصرت اور **روح القدس** کی زبردست تائید کام کر رہی ہے۔ پس اے عزیزو اور دوستو آگے آؤ اور اپنی قلموں کو اسلام کی تائید میں حرکت دو کہ اس سے بڑھ کر تمہارے لئے آج کوئی برکت نہیں۔ اس وقت بہت سے **اچھوتے** اور **نیم اچھوتے** مضمون تمہاری قلموں کی جنبش کا انتظار کر رہے ہیں اور ساغر حسن صرف ایک انگلی کے اشارے پر چھلکنے کے لئے تیار ہے اور تمہارے لئے صرف مفت کا اجر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:-

بہ منت ہائے نصرت را دہند تاجی و زرنہ
قضا [illegible] حالت شود پیدا

اس وقت جو مضمون زیادہ توجہ طلب نظر آتے ہیں وہ میرے خیال میں یہ ہیں:-

(۱) بین الاقوامی تعلقات کے متعلق اسلامی تعلیم۔
(۲) بین الاقوامی مصالحت کی شرائط
(۳) ملکی اور قومی معاہدات
(۴) مذہبی رواداری
(۵) دوسری قوموں کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق اسلامی احکام
(۶) یہ مضمون کہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہر قوم میں رسول آئے ہیں
(۷) اسلام اور دیگر شرائع کی باہمی نسبت۔ اور ان کا مقابلہ
(۸) یہودیت اور اسرائیت کے متعلق اسلامی پیشگوئیاں۔
(۹) مسیح ناصری کے حقیقی اور مزعومہ معجزات
(۱۰) وفات مسیح از روئے انجیل و تاریخ
(۱۱) اشتراکیت اور سرمایہ داری اور نظام اسلامی کا مقابلہ
(۱۲) وحی و الہام کی حقیقت اور اس کا اجراء
(۱۳) ختم نبوت کی حقیقت
(۱۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عدیم المثال مقام اور آپ کا افضل الرسل ہونا۔
(۱۵) آنحضرت صلعم کے معجزات
(۱۶) مسیح کے نزول ثانی کا وعدہ
(۱۷) مسیح موعود کے نزول کی حقیقت
(۱۸) حضرت مسیح موعود کے لٹریچر کی اہمیت اور یہ کہ دوسرے مسلمانوں نے بلکہ دوسری قوموں نے اسے کس طرح غیر شعوری طور پر اپنایا ہے اور اپنا رہے ہیں
(۱۹) اسلام میں روحانیت
(۲۰) اسلام کی اخلاقی تعلیم
(۲۱) اسلام میں جہاد کی حقیقت
(۲۲) ضبط تولید کا مسئلہ
(۲۳) اسلامی پردہ کی حقیقت اور یہ کہ کس طرح پردہ کے باوجود عورتیں ترقی کر سکتی اور قومی زندگی میں حصہ لے سکتی ہیں۔
(۲۴) تعدد ازدواج اور یہ کہ یہ تعلیم خاص انفرادی اور قومی ضروریات کے لئے ہے اور اس کی خاص شرائط ہیں۔
(۲۵) خلافت کی حقیقت اور اس کی ضرورت اور اہمیت
(۲۶) اسلام کا اقتصادی نظام اور سود اور بیمہ وغیرہ کے مسائل
(۲۷) اسلام کا تعزیری نظام
(۲۸) ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت منقولی اور معقولی طریق پر
(۲۹) یوم آخر اور بعث بعد الموت
(۳۰) جنت و دوزخ کی حقیقت
(۳۱) فرشتوں کا وجود اور ان کا کام
(۳۲) تناسخ اور اس کے مقابل پر اسلامی تعلیم۔
(۳۳) حضرت مسیح موعود کا کرشن ہونے کا دعویٰ
(۳۴) ہندوؤں میں آخری زمانہ میں ایک جگ اوتار کی بعثت کی پیشگوئی۔
(۳۵) حضرت باوا نانک کا روحانی مقام

ان میں سے اکثر عنوان بظاہر سادہ نظر آتے ہیں مگر تحقیق یعنی ریسرچ کرنے والوں کے لئے ان میں ایسی طویل اور پیچدار وادیاں موجود ہیں کہ ان میں صحیح طور پر گھومنے والا دنیا کے لئے ایک بہت دلکش اور نیا عالم پیدا کر سکتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:-

بیا در ذیلِ مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگرے و ابلیس دیگر آدمے دیگر

پس اے احمدی نوجوانو! آؤ اور اس چمنستان کی وادیوں میں گھوم کر دنیا کو نئے علوم سے شناسا کراؤ۔ آؤ اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی تعمیر میں حصہ لے کر اقوام عالم کو علم و عرفان کے وہ خزانے عطا کرو کہ **حجاز** اور **بغداد** اور **قرطبہ** اور **قدس** اور **مصر** کی یادگاریں زندہ ہو جائیں۔ تا دنیا تم پر فخر کرے۔ اور آسمان تم پر رحمت کی بارشیں برسائے۔ اور آنے والی نسلیں تمہاری یاد سے امنگ اور ولولہ حاصل کریں اے کاش کہ ایسا ہی ہو

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

خاکسار

مرزا بشیر احمد ربوہ

۸ دسمبر ۱۹۵۸ء

ایک علمی تحریک

ہمارے نوجوان دوست توجہ فرمائیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

غالباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا میں نے ایک رؤیا دیکھا تھا جس میں مجھے یہ تحریک کی گئی تھی کہ میں نوجوان احمدیوں کو تحقیقی مضامین لکھنے اور اسلام اور احمدیت کی تائید میں علمی لٹریچر تصنیف کرنے کی طرف توجہ دلاؤں۔ چنانچہ اس کی تعمیل میں میرا ایک مضمون الفضل کے **جلسہ سالانہ نمبر** میں زیر عنوان **"سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے"** شائع ہوا ہے۔ میں احمدی عزیزوں کو اس نوٹ کے ذریعہ دوبارہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ الفضل کے جلسہ سالانہ نمبر میں میرا یہ مضمون غور سے مطالعہ فرمائیں اور پھر حسب توفیق اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کریں جس کی طرف مجھے اپنی رؤیا میں توجہ دلائی گئی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں یہی اسلام کی خدمت کا بہترین اور موثر ترین ذریعہ ہے۔

اپنے اس مضمون میں میں نے مثال کے طور پر ستائیس[1] عنوان بھی تجویز کر کے لکھے تھے۔ جن پر آجکل تحقیقی مضمون لکھنے کی ضرورت ہے۔ اب میں ان ستائیس عنوانوں پر ذیل کے عنوانوں کا اضافہ کرتا ہوں۔ احباب ان کو سابقہ عنوانوں کے ساتھ درج کر لیں۔ یہ زاید عنوان یہ ہیں:-

(۲۸) ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت منقولی اور معقولی طریق پر
(۲۹) یوم آخر اور بعث بعد الموت
(۳۰) جنت و دوزخ کی حقیقت
(۳۱) فرشتوں کا وجود اور ان کا کام
(۳۲) تناسخ اور اس کے مقابل پر اسلامی تعلیم۔
(۳۳) حضرت مسیح موعود کا کرشن ہونے کا دعویٰ
(۳۴) ہندوؤں میں آخری زمانہ میں ایک جگ اوتار کی بعثت کی پیشگوئی۔
(۳۵) حضرت بابا نانک کا روحانی مقام

قارئین کرام میرے سابقہ عنوانوں پر مندرجہ بالا آٹھ عنوانوں کا اضافہ فرما لیں۔ مگر یاد رکھیں کہ یہ سب عنوان صرف مثال کے طور پر ہیں۔ اور ان پر حصر نہیں ہونا چاہیئے بلکہ وقت اور ماحول کی ضرورت کے مطابق جو مسئلہ بھی سامنے آئے اس کی طرف توجہ دی جائے۔ مگر جو کچھ لکھا جائے تحقیقی رنگ میں لکھا جائے۔ اور جادلھم بالتی ھی احسن کی آیت مدنظر رہے۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد

۱۳ دسمبر ۱۹۵۸ء

[1] یہ عنوانات حضرت صاحبزادہ صاحب کے مضمون "سیف کا کام....." میں بھی درج کر دئے گئے ہیں (ایڈیٹر)

حضرت امام جماعت احمدیہ پیشگوئی "مصلح موعود" میں مذکور "دوشنبہ" کے کس طرح مصداق ہیں

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل۔ قادیان

ایک سوال یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کو اپنے اجتہاد سے پسر چہارم "مبارک" پر اس بنا پر چسپاں کیا تھا کہ اس کا عقیقہ "دوشنبہ" کو ہوا تھا۔ اور اس کا نام بھی "مبارک" لفظ کے مطابق "مبارک" رکھا تھا۔ مگر چونکہ وہ فوت ہو گیا اس لئے معلوم ہوا کہ یہ الہام اس کے متعلق نہ تھا۔ بلکہ کسی آئندہ زمانہ میں پیدا ہونے والے لڑکے کے متعلق ہے۔ اور چونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ پر چسپاں نہیں ہوتا اور نہ یہ ان پر صادق آتا ہے اس لئے وہ اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں ہی کے متعلق اس میں خبر تھی۔ ایک حصہ مبارک پر چسپاں ہوتا تھا اور دوسرا حضرت امام جماعت احمدیہ پر۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس فقرہ میں سے صرف "دوشنبہ ہے مبارک" تک کے الفاظ کو پسر چہارم پر لگایا تھا نہ کہ دوسرے "دوشنبہ" کو بھی۔ دوسرے دوشنبہ کا لفظ آپ نے اس پر چسپاں نہ کیا تھا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ دوسرا "دوشنبہ" اس پر چسپاں بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ پیشگوئی میں دو الگ الگ دوشنبوں کا ذکر موجود ہے ان میں سے صرف پہلے "دوشنبہ" کا تعلق پسر چہارم سے تھا۔ سو اس کے مطابق اس کا عقیقہ دوشنبہ کو ہوا۔ اور اس طرح اس سے متعلق حصہ پورا ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے بھی اس کے متعلق اسی قدر سمجھا اور یہ تحریر فرمایا تھا کہ:۔

"پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا"

(تریاق القلوب ص۴۱)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے صرف ایک پیر کا اسے مصداق قرار دیا تھا نہ کہ دونوں کا۔ یہ بات قطعی ہے کہ مصلح موعود والی اس پیشگوئی میں چار کے لفظ میں ضمناً مخفی طور پر اور "دوشنبہ ہے مبارک" کے الفاظ میں ظاہری طور پر مبارک پسر چہارم کی پیشگوئی موجود تھی جو کہ اس کی پیدائش و عقیقہ سے پوری ہو گئی۔ پس آپ کا اس پر صرف اسی قدر الفاظ کو چسپاں کرنا اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ اس کا ذکر صرف انہی الفاظ میں محدود تھا۔ پیشگوئی کے دوسرے حصوں اور دوسرے دوشنبہ کے ساتھ اس کا تعلق نہ تھا۔ پس یہ دوسرا دوشنبہ مصلح موعود کے لئے ہے جس کی پیشگوئی کے ضمن میں پسر چہارم کا ذکر آیا ہے۔

اس دوسرے دوشنبہ میں پیر کے دن کا تعلق حضرت امام جماعت احمدیہ سے ہے۔ اور ان پر یہ لفظ پسر چہارم سے بڑھ کر صادق آتا ہے۔ وہ تو دوشنبہ کے دن صرف عقیقہ ہونے کی وجہ سے ایک دوشنبہ کا مصداق بنا تھا۔ مگر آپ اپنے کارناموں کی وجہ سے نہ صرف دوسرے دوشنبہ کے مصداق ثابت ہیں بلکہ ایک سے زیادہ کے بھی۔ کیونکہ دوشنبہ سے تعلق رکھنے والے خاص واقعات آپ سے ظہور میں آئے ہیں۔

اب میں ان واقعات کا ذکر کر دیتا ہوں تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ تین کو چار کرنے والے کی طرح یہ حصہ بھی آپ کے ذریعہ پورا ہو چکا ہے۔ اور چودھویں صدی میں جا کر اس کے پورا ہونے کا انتظار خیالِ خام ہے۔

(۱) حضرت امام جماعت احمدیہ کا اپنا بیان اس کا مصداق ہونے کے متعلق ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں چھپ چکا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"دوشنبہ ہفتہ کا تیسرا دن ہوتا ہے۔ شنبہ پہلا۔ یکشنبہ دوسرا۔ اور دوشنبہ تیسرا۔ دوسری طرف روحانی سلسلوں میں انبیاء اور ان کے خلفاء کا الگ الگ دور ہوتا ہے اور جس طرح نبی کا زمانہ اپنی ذات میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اسی طرح خلیفہ کا زمانہ اپنی ذات میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اس لحاظ سے غور کر کے دیکھو پہلا دور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ دوسرا دور حضرت خلیفہ اول رضؓ کا تھا اور تیسرا دور میرا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا ایک اور الہام اس تشریح کی تصدیق کرتا ہے اور وہ الہام ہے "فضلِ عمر" (تذکرہ حاشیہ ص۱۴۰) حضرت عمرؓ بھی رسول کریمؐ سے تیسرے مقام پر ہی خلیفہ تھے۔ پس دوشنبہ مبارک دوشنبہ سے ...... مراد یہ ہے کہ اس موعود کے زمانہ کی مثال احمدیت کے دور میں ایسی ہی ہوگی جیسے دوشنبہ کی ہوتی ہے۔ یعنی اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدمتِ دین کے لئے جو آدمی کھڑے کئے جائیں گے۔ ان میں وہ تیسرے نمبر پر ہوگا۔ "فضل عمر" کے الہامی نام میں بھی اسی طرف اشارہ ہے گویا کلام اللہ یفسر بعضہا بعضاً کے مطابق "فضل عمر" کے لفظ نے "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کی تفسیر کر دی۔"

(۲) دوسری صورت جس میں یہ الہام حضرت امام جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے پورا ہوا ہے کہ آپ نے ۱۹۲۴ء میں یورپ کا ایک سفر اسلام کی برتری کے اظہار کے لئے کیا تھا۔ جس کے دوران میں آپ کا مشہور عالم مضمون "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" مذاہب کی کانفرنس میں پڑھا گیا۔ جس سے اسلام کا غلبہ دیگر ادیان پر ثابت ہوا جس کا سامعین نے برملا اظہار کیا نیز اسی سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے لنڈن مسجد فضل کا سنگ بنیاد بھی رکھا جو وہاں توحید کا مرکز بنا ہے جس کے ذریعہ سے اسلام کی خوب اشاعت ہوئی۔ اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہو کر ۲۴ نومبر ۱۹۲۴ء کو دوشنبہ کے روز واپس قادیان میں تشریف فرما ہوئے اور اس طرح ظاہری رنگ میں بھی یہ پیشگوئی آپ کے وجود مبارک میں پوری ہو گئی جس کا اظہار اس موقعہ پر الفضل کے "خیر مقدم نمبر" میں بھی کر دیا گیا تھا۔ یہ آپ کا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کے ساتھ آپ کا تعلق ہے۔

(۳) ایک اور شاندار کارنامہ جس کے ذریعہ سے یہ الہام آپ پر صادق آتا ہے اس کا اظہار بھی آپ نے خود ہی فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"اس الہام میں ایک اور خبر بھی دی ہے اور خدا تعالیٰ مبارک دوشنبہ ایک ایسے ذریعہ سے بھی لانے والا ہے جو میرے اختیار میں نہیں تھا۔ اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اپنے ارادے اور جان بوجھ کر اسکا اجراء کیا۔ میں نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کو ایسے حالات میں جاری کیا جو ہرگز میرے اختیار میں نہیں تھی۔ گورنمنٹ کے ایک افسر اور احرار کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس تحریک کا القا فرمایا۔ اور اس کے پہلے دور کی تکمیل کیلئے میں نے دس سال میعاد مقرر کی۔ ہر انسان جب کوئی قربانی کرتا ہے تو اس قربانی کے بعد اس پر ایک عید کا دن آتا ہے چنانچہ دیکھ لو رمضان کے مہینہ میں لوگ روزے رکھتے اور تکلیف برداشت کرتے ہیں مگر جب رمضان گذر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کیلئے ایک عید کا دن لاتا ہے۔ اسی طرح ہماری دس سالہ تحریک جدید ختم ہوگی تو اسکا اگلا سال ہمارے لئے عید کا سال ہوگا۔ دوست جانتے ہیں کہ تحریک جدید کا پہلا دس سالہ دور اسی سال یعنی ۱۹۴۴ء میں ختم ہوتا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ ۱۹۴۵ء جو ہمارے لئے عید کا سال ہے پیر کے دن سے شروع ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں یہ خبر بھی دی تھی کہ ایک زمانہ میں اسلام کی نہایت کمزور حالت میں اسکی اشاعت کیلئے ایک اہم تبلیغی ادارہ کی بنیاد رکھی جائے گی اور جب اسکا پہلا دور کامیابی سے ختم ہو جائیگا تو یہ جماعت کے لئے ایک مبارک وقت ہوگا۔ اسلئے وہ سال جب مومن اس عہدِ قربانی کو پورا کر چکیں گے جو وہ اپنے ذمہ لیں گے تو ایک مبارک بنیاد ہوگی۔ اور اس سے اگلے سال خدا تعالیٰ ان کیلئے برکت کا بیج بوئیگا۔ اور خوشی کا دن انکو دکھائیگا اور جس سال میں یہ وقوع میں آئیگا اس کا پہلا دن پیر یعنی دوشنبہ ہوگا پس وہ سال بھی مبارک۔ وہ دن بھی مبارک۔ پس دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔"

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

پس اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ پیشگوئی کا یہ حصہ بھی کما حقہٗ آپ کے وجود مبارک میں پورا ہو کر صداقت کا نشان ظاہر ہو چکا ہے ہاں نہ ماننے والوں کے نزدیک تو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آج تک کوئی بھی نشان کسی صادق کیلئے ظاہر نہیں ہوا اور عیسائیوں اور یہودیوں پر باوجود آنحضرت صلعم کے ذریعہ انکی کتابوں کی پیشگوئیوں کے پورا ہو چکنے کے آپؐ کی سچائی (نعوذ باللہ) اب تک مشتبہ چلی آ رہی ہے۔ پھر کس طرح ممکن تھا کہ مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کے پورا ہو جانے پر سب لوگ فوراً آمنا و صدقنا کہہ دیتے جس طرح آنحضرت صلعم سے متعلق پیشگوئیوں کے پورا ہو جانے کے باوجود یہود و نصاریٰ کے پاس ...

... آپ کی سچائی کو مشتبہ کرنے کے لئے ... ضرور ... ظاہر ہو کر رہتا ہے ... ہو کر رہتے ہیں ... آنحضرت صلعم پر ... کہہ دیتا ... اسی طرح مسیح موعود اور مصلح موعود کی پیشگوئیوں کو بھی مشتبہ کرنے کے لئے مخالفین کے پاس کچھ نہ کچھ سامان موجود ہے ... ہے کہ آپ کی زندگی میں کوئی اور بھی خاص دوشنبے آئیں جنکا تعلق آپ کے کارناموں سے ہو اور اس طرح ...

روحانیت ہی دنیا کو تباہی سے بچا سکتی ہے

از مکرم اخوند فیاض احمد صاحب لاہور

موجودہ دور ہتھیاروں کا دور ہے۔ مادی طور پر ترقی یافتہ قومیں اٹامک اور ہائیڈروجن بموں کے بعد مصنوعی سیاروں اور چاند پر راکٹ پھینکنے کی آزمائشوں میں مصروف نظر آتی ہیں۔ ان کی یہ سب کوششیں ہتھیاروں اور مادی طاقت کے اجتماع میں آگے بڑھ جانے کے لئے ہیں۔ اور ان کے نزدیک مدمقابل کی کسی جارحانہ کارروائی سے بچنے اور ان کے مع اپنے دوستوں اور ہمدردوں کے امن میں رہنے کی یہی ایک صورت ہے۔

قطع نظر اس کے کہ بڑی قوموں کی ہتھیاروں کی یہ دوڑ کہاں تک جائز ہے اور آگے چل کر یہ کیا رنگ لائے گی۔ ایک اہم سوال روحانیت کے ساتھ ذرا بھی لگاؤ رکھنے والے انسان کے لئے یہ ہے کہ کیا صرف مادی قوت کا حصول اور اجتماع ہی انسانیت کے کسی آنے والے حقیقی یا مزعومہ مہلک طوفان سے بچاؤ کا ذریعہ ہو سکتا ہے؟ اگر اس سوال کا جواب مثبت میں ہے تو ابتدائے آفرینش سے روحانی اور ماخلاقی اقدار کا ایک تصور جو بنی نوع انسان میں چلا آتا ہے سراسر باطل قرار پاتا ہے۔ اور انسان جہاں ایک سینکڑوں ہزاروں سال پرانی اپنی روش کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے وہاں اس کی عقل یہ سمجھ نہیں پاتی کہ آخر سینکڑوں ہزاروں سال سے ہمارے آباء و اجداد ایک غلط روش سے کیوں چمٹے آ رہے تھے؟

اور اگر اوپر کے سوال کا جواب منفی میں ہے تو وہ کونسی طاقت ہے جو انسانیت کو ہر قسم کے دکھوں اور دردوں سے نجات دلا سکتی ہے؟

ایک خالص مادہ پرست انسان اپنے تمام سوالوں کا جواب مادیت کے قانون سے ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ایک متوازن طبع انسان قانونِ قدرت اور قانونِ شریعت دونو کی روشنی میں اپنی مشکلات کا حل تلاش کرتا ہے۔ اور ان دونوں قانونوں کو دیکھنے سے ہمیں مادی طاقت کے علاوہ ایک اور طاقت کا بھی سراغ ملتا ہے اور وہ روحانی طاقت ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ دنیا میں جب کبھی مادی طاقت روحانی طاقت سے ٹکرائی تو دنیا عبرت انگیز طور پر ملیامیٹ کر دی گئی؟ خواہ مادیت اور روحانیت کی یہ جنگ تدبیر کی تھی یا ہتھیاروں کی۔ آدمیت کے اولین دور میں ابلیس نے تدبیر سے آدم کے مشن کو ناکام بنانے کی کوشش کی۔ اور انسانیت کو ہمیشہ کے لئے گمراہی اور مادیت کی تاریکی میں دھکیل دینے کا بیڑا اٹھایا لیکن نتیجہ ظاہر ہے۔ اسی اولین دور سے آج تک انسانیت کا کارواں جادۂ روحانی پر قدم مارتا چلا آ رہا ہے۔ انسان کا قلم اور زبان آج تک ابلیس پر لعنت بھیجتے چلے آ رہے ہیں۔ اور آدم پر سلام جالوت کے لاؤ لشکر کو کیا روز بد دیکھنا پڑا؟ فرعون کے جادوگروں کو اور خود اسے اپنی ساری طاقت اور عظمت لٹتے ہوئے دیکھ کر بالآخر کیا اقرار کرنا پڑا؟ اصحابِ فیل کا کیا انجام ہوا؟ —— اور سب سے آخر میں اور سب سے بڑھ کر عرب کے ان خونخوار سرداروں کی تدبیروں اور چڑھائیوں کا کیا نتیجہ نکلا۔ جو انہوں نے اسلام اور بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیں؟

کیا وہ کوئی انسانی تدبیر تھی یا کوئی مادی ہتھیار تھا جو ان مٹھی بھر کنکریوں میں پوشیدہ تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں کفار کی طرف پھینکی تھیں۔ مگر وہ ریت اور ہوا کا ایک طوفان بنکر مخالفوں پر جا پڑیں۔ یا آنحضرتؐ کا وہ مٹھی بھر کنکریاں پھینکنا محض ایک نشان تھا۔ اور اس کے پیچھے آپؐ کی وہ عظیم الشان پرسوز دعائیں تھیں جنہوں نے مومنوں کے حق میں اللہ تعالےٰ کی رحمت اور کافروں کے حق میں اللہ تعالےٰ کے غضب کو سخت جوش دلایا تھا۔ اور فرشتے اللہ تعالیٰ کا حکم پاتے ہی عناصر کا ایک طوفان لے آئے تھے؟ کیا وہ کسی مادی قوت و اقتدار کا نتیجہ تھا یا ایک ناقابلِ شکست، بلکہ آخر میں ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لینے والے روحانی نظام کا معجزہ۔ کہ غزوۂ خندق میں ایک سخت پتھر پر جب خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسولؐ نے پھاوڑا چلایا تو آپؐ کو قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں ملنے کی بشارت دی گئی۔ حالانکہ بظاہر وہ ایسا زمانہ تھا جب دشمن بڑھ کر مسلمانوں کے وطن پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور بچاؤ کے لئے مسلمان اس قدر فکرمند تھے اور محنتِ شاقہ سے کام کر رہے تھے کہ آنکھیں پتھرائی جاتی تھیں اور دل اچھل اچھل کر حلق تک آ رہے تھے۔ لیکن خدا تعالےٰ کے رسولؐ کی بات پوری ہوئی مادیت کے ایوانوں کی چھتیں گرا دی گئیں اور ان کی دیواروں کو بنیادوں سمیت اکھیڑ کر پھینک دیا گیا۔ اور ان کی جگہ خدا تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے گئے۔ اور یہ آخری سبق دنیا کو پڑھایا گیا۔ کہ انسان کی اعلےٰ ترین عظمت اور آخری فتح کا راز ان روحانی ہتھیاروں میں ہے، جن کے شاملِ حال ہمیشہ الٰہی نصرت و تائید ہوتی ہے۔

افسوس! انسان یہ سبق بھول گیا۔ مگر ایسا بھی الٰہی نوشتوں کے مطابق ہوا۔ بائیبل میں حزقیل نبی کی یہ پیشگوئی موجود ہے کہ آخری زمانہ میں یاجوج جو ماجوج کی سرزمین کا ہوگا۔ اور روش اور مسک اور توبل کا فرمانروا۔ مادی قوت کے بل بوتے پر دنیا میں فساد برپا کریگا۔

(بحوالہ اسلام کا اقتصادی نظام۔ مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ امام جماعت احمدیہ)

اور قرآن مجید نے فرمایا ہے:۔

اِنَّ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ (الکہف) نیز حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ (الانبیاء)

یعنی یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہوں گے اور انہیں ہر پہاڑی اور سمندری راستہ کو طے کر لینے کی طاقت حاصل ہوگی یعنی وہ فضاء کی بلندیوں اور سمندر کی گہرائیوں کے شناور ہوں گے۔ لیکن وہ اپنے ہتھیاروں اور طاقت کو فساد کے لئے استعمال کریں گے۔ اور کمزوروں کے حقوق چھین کر ان کو اپنا غلام بنانے کی کوشش کریں گے۔ نتیجہ کیا ہوگا؟ تب اللہ تعالےٰ دنیا میں ایک ایسے نیک اور اولوالعزم انسان کو بھیجے گا جو مادی ہتھیاروں کا مقابلہ روحانی ہتھیاروں سے کرے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اور اس کے پرجلال اور پرہیبت نشانوں کے ذریعہ دنیا سے فساد کو مٹا کر امن قائم کر دیگا

بائیبل میں اس موعود ہستی کا نام "آدم زادہ" لکھا ہے:۔

"اے آدم زاد! تو جوج کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے دیکھ اے جوج! روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا! میں تیرا مخالف ہوں۔"

خداوند خدا فرماتا ہے اور ہر ایک انسان کی تلوار اس کے بھائی پر چلے گی۔ اور میں وبا بھیج کر اور خونریزی کر کے اسے سزا دونگا اور اس پر اور اس کے لشکروں پر اور ان بہت سے لوگوں پر جو اس کے ساتھ ہیں شدت کا مینہ اور بڑے بڑے اولے اور آگ اور گندھک برساؤں گا۔ اور اپنی بزرگی اور اپنی تقدیس کراؤں گا۔ اور بہت سی قوموں کی نظروں میں مشہور ہونگا اور وہ جانیں گے کہ خداوند میں ہوں۔"

(حزقیل باب ۳۸-۳۹)

اور قرآن مجید نے اس موعود کا نام ذوالقرنین بیان فرمایا ہے۔ جس سے اقوام اقوام یاجوج و ماجوج سے حفاظت کی درخواست کریں گی۔ (الکہف)

یہ امر کہ آنے والا موعود یاجوج و ماجوج کے مقابل مادی ہتھیاروں کا استعمال نہیں کرے گا بائیبل کی اوپر کی عبارت سے یوں ثابت ہے کہ وہ جوج کے خلاف "نبوت" کرے گا۔ یعنی روحانی طریق اختیار کرے گا۔ نیز دوسرے حوالے سے جوج کی ہلاکت آسمانی عذابوں کے نتیجہ میں ثابت ہے۔ جو انسانی تدبیر یا طاقت سے بالا ہوں گے۔ جیسا کہ بدر میں کفار کے خلاف آندھی کا طوفان آیا تھا۔

قرآن مجید نے آخری زمانہ میں مادہ پرست قوموں کی ہلاکت کی پیشگوئی ان الفاظ میں فرمائی ہے اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انسانوں پر بھروسہ کرنے والے اسی دنیا میں عذاب کا شکار ہوں گے اور وہ ایجادیں جن پر ان کو ناز ہوگا دھری کی دھری رہ جائیں گی۔

قرآن مجید نے سورہ انبیاء میں جہاں یاجوج و ماجوج کے ظہور کی خبر دی ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ یعنی اس وقت جلد ہی الوعد الحق بھی ظاہر ہوگا۔ اور یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ فتح بدر پر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا (کہ سچائی کو قائم کر دیا گیا اور جھوٹ کو ختم۔ جھوٹ تو ہے ہی ختم ہو جانے والی چیز۔) پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج کے ظہور پر آنحضرت صلعم کے ایسے خادم دنیا میں مبعوث ہوں گے جن کے ذریعہ یاجوج و ماجوج کے مقابل مقام بدر جیسا معجزہ دکھایا جائے گا۔ یعنی روحانی نشانوں کے ذریعہ باطل کی

قوت کو پاش پاش کر دیا جائیگا۔ اور لازماً وہی وجود ذوالقرنین کی پیشگوئی کے مصداق ہیں جو نام قرآن مجید نے ان کو دیا ہے۔

اور یہ کتنی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے کہ آج ہم ایک عظیم المرتبہ روحانی وجود کی یہ آواز سن چکے ہیں:-

"سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیشگوئیوں کے مطابق وہ ذوالقرنین میں ہوں ....."

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم از حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ)

اور یہی مقدس آواز یاجوج ماجوج کے عبرتناک انجام کا ان الفاظ میں اعلان کرتی ہے:-

"وہ دن بڑے سخت ہوں گے اور خدا ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کردیگا اور جو لوگ کفر پر اصرار کرتے ہیں وہ اسی دنیا میں بباعث طرح طرح کی بلاؤں کے دوزخ کا منہ دیکھیں گے۔ خدا فرماتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں میرے کلام سے پردہ میں تھیں اور جن کے کان میرے حکم کو سن نہیں سکتے تھے۔ کیا ان منکروں نے گمان کیا تھا۔ کہ یہ امر سہل ہے۔ کہ عاجز بندوں کو خدا بنا دیا جائے۔ اور میں معطل ہو جاؤں۔ اس لئے ہم ان کی ضیافت کے لئے اسی دنیا میں جہنم کو نمودار کردیں گے۔ یعنی بڑے بڑے ہولناک نشان ظاہر ہوں گے۔ اور یہ سب نشان اس کے مسیح موعود کی سچائی پر گواہی دیں گے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

یہ "صحف اولیٰ" کی صداقت کا کتنا بڑا نشان ہے کہ یاجوج ماجوج کی مادی قوت و سطوت کی جو علامات ان میں درج ہیں وہ حرف بحرف پوری ہو چکی ہیں۔ اور ان کے جو وجود موجودہ روحانی دور کا آدم اور مصلح بنا کر بھیجا گیا اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے وہی الفاظ جاری فرمائے جن کا ذکر "صحف اولیٰ" میں موجود ہے۔

صداقت کا یہ عظیم الشان نشان ہمیں ایک اور خارقِ عادت نشان ——— "ایک مظہر الحق" کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ جو وہ بھی "واقترب الوعد الحق" کے قرآنی ارشاد کا موعود ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کو ان کی خاص دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ نشان مندرجہ ذیل بشارات کے ساتھ عطا کیا:-

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں۔ باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء از حضرت مسیح موعودؑ)

لاریب یہ "قدرت اور رحمت" اور "فضل اور احسان کا نشان" اور فتنۂ مادیت کے مقابل "فتح اور ظفر کی کلید" سیدنا المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی کا وجود ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مظہر الحق کا خطاب دیکر اس دنیا میں بھیجا ہے اور حضور کے ذریعہ یاجوج ماجوج کے فتنہ کی تباہی مقدر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں حضور کو ایک اژدہا دکھایا جس کے متعلق حضور فرماتے ہیں:-

"اس نے مجھ پر حملہ کیا مگر جب وہ مجھ پر حملہ کرتا ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے قریب ہی ایک چارپائی پڑی ہوئی ہے مگر وہ بنی ہوئی نہیں۔ صرف پٹیاں وغیرہ ہیں۔ جس وقت اژدہا میرے پاس پہنچا میں کود کر اس چارپائی کی پٹیوں پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے اپنا ایک پاؤں اس کی ایک پٹی پر اور دوسرا پاؤں اس کی دوسری پٹی پر رکھ لیا۔ جب اژدہا چارپائی کے قریب پہنچا تو کچھ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ اس کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ

لایدان لاحد لقتالھما

اس وقت مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ سانپ کا حملہ دراصل یاجوج اور ماجوج کا حملہ ہے کیونکہ یہ حدیث ان کے بارہ میں ہے۔ میں اس وقت یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ یہ دجال بھی ہے۔ اتنے میں وہ اژدہا میری چارپائی کے قریب پہنچ گیا اور میں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی شروع کر دی۔ اسی دوران میں ان احمدیوں سے جنہوں نے مجھے مقابلہ کرنے سے منع کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرما چکے ہیں کہ یاجوج اور ماجوج کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکے گی۔ میں کہتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ لایدان لاحد لقتالھما کہ کسی کے پاس کوئی ایسا ہاتھ نہیں ہوگا جس سے وہ ان کا مقابلہ کر سکے۔ مگر میں نے تو اپنے ہاتھ مقابلہ کیلئے اس کی طرف نہیں بڑھائے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ خدا کی طرف اٹھا دئے ہیں اور خدا کی طرف ہاتھ اٹھا کر نتیجہ پانے کے امکان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رد نہیں فرمایا۔ غرض میں نے دعا کرنی شروع کر دی کہ اے خدا! مجھ میں تو طاقت نہیں کہ میں اس فتنہ کا مقابلہ کر سکوں۔ لیکن تجھ میں سب طاقت اور قدرت ہے۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو اس فتنہ کو دور فرما دے جب میں نے یہ دعا کی تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے اس اژدہا کی حالت میں تغیر پیدا ہونے لگا جیسے پہاڑی کیڑے پر نمک گرانے سے ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں اس اژدہا کے جوش میں کمی آنی شروع ہو گئی۔ اور آہستہ آہستہ اس کی تیزی بالکل کم ہو گئی۔ چنانچہ پہلے تو وہ میری چارپائی کے نیچے گھسا۔ پھر اس کے جوش میں کمی آنی شروع ہو گئی۔ پھر وہ خاموشی سے لیٹ گیا۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی چیز بن گیا جیسے جھلی ہوتی ہے اور بالآخر وہ اژدہا پانی ہو کر بہہ گیا۔ اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو دعا کا کیسا اثر ہوا۔ بے شک میرے اندر طاقت نہیں تھی کہ میں اس کا مقابلہ کر سکتا، مگر میرے خدا میں تو طاقت تھی کہ وہ اس خطرہ کو دور کر دیتا"

(اسلام کا اقتصادی نظام)

پس آج مادہ پرست قومیں ہتھیاروں کی دوڑ میں اندھا دھند ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن دانا و بینا آنکھ مادیت کی اندھی تقلید سے قاصر ہے۔ انسانیت کی نجات اور سلامتی کسی مادی ہتھیار کی بجائے روحانی ہتھیاروں سے وابستہ ہے۔ اور وہ روحانی ہتھیار وہی ہیں جن کی تعلیم خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کی طرف سے ملتی ہے بیشک ہم کمزور اور عاجز اور گنہگار ہیں۔ لیکن وہ جو خدا تعالیٰ کا نشان بن کر دنیا میں آیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہے اور اس کی قوتِ قدسیہ کے آگے مادہ پرستوں کی ظاہری طاقت و شوکت ذرہ بھر بھی حقیقت نہیں رکھتی۔

ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فآمنا۔ ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ ربنا وآتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیمۃ انک لا تخلف المیعاد۔ (آمین اللھم آمین۔)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے

الجیرین نمائندہ مسٹر شریف گالل سے احمدیہ وفد کی ملاقات

اور احمدیت سے متعلق لٹریچر کی پیش کش

مورخہ ۴ر دسمبر بروز اتوار چودوار شہر میں الجیرین نمائندہ مسٹر شریف گالل کی آمد اور پبلک جلسہ میں تقریر کا اعلان ہونے پر ایک وفد زیر اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ چودوار ان سے ملاقات کرنے کیلئے انتظامیہ کمیٹی کے سکرٹری سے وقت طے کر لیا گیا۔ چنانچہ اس کے مطابق چار افراد پر مشتمل ہمارا وفد زیر قیادت مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ عالیہ پہنچ گیا۔ اس وقت مسٹر شریف گالل کی موجودگی میں کئی معزز ہندو احباب الجیریا کی آزادی پر تقاریر کر چکے تھے۔ انتظامیہ کمیٹی کے پریذیڈنٹ محترم درگا چرن مہانتی بی۔ اے بی۔ ایل نے مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ عالیہ کی تقریر کا اعلان کیا۔ مولوی صاحب نے مسٹر شریف گالل سے اسٹیج پر ملاقات کی اور احمدیت سے متعلق لٹریچر کا ایک سیٹ پیش کرنے کے بعد امن کے متعلق مذہبی تعلیم اور الجیریا کی موجودہ حالت پر مختصر طور پر تقریر کی۔ آخری تقریر مسٹر شریف گالل صاحب کی تھی انہوں نے الجیرین عوام کے درد انگیز حالات انگریزی میں بیان فرمائے۔ مسٹر شریف صاحب نے احمدیت سے متعلق لٹریچر کا شکریہ ادا کیا اور بعد جلسہ ایک ٹی پارٹی جس میں ڈیلفیر آفیسر و دیگر معزز ہندو مسلم احباب شریک تھے۔ مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے عربی زبان میں اڑلیسہ کی مسلم آبادی اور ان کی تعلیمی حالات دریافت کئے۔ پندرہ منٹ کی یہ گفتگو عوام کے لئے عجیب معلوم ہوئی۔ محترم شریف صاحب کو مولوی صاحب نے قادیان کے متعلق بھی بتایا۔

خاکسار:۔ لطیف الرحمن خاں۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ چودوار اڑلیسہ۔

امتحاناتِ علومِ مشرقیہ میں کامیابی!

پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے امتحانات علوم مشرقیہ منعقدہ نومبر ۱۹۵۵ء میں مندرجہ ذیل تین دوست قادیان سے شریک ہوئے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے تینوں ہی کامیاب ہو گئے۔ فالحمد للہ۔

نمبر شمار	نام	امتحان	نمبر حاصل کردہ
۱	مولوی محمد یوسف صاحب	مولوی فاضل	301
۲	محمد عمر صاحب مالاباری	مولوی	388
۳	مولوی عبد الحمید صاحب	ادیب	258

احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی دینی اور دنیوی لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ان دوستوں کو سلسلہ کے لئے مفید وجود بنائے۔ آمین۔

خاکسار:۔ مرزا منور احمد معاون ناظر تعلیم و تربیت قادیان

(جلسہ سالانہ کی مختصر روئداد بقیہ صفحہ ۲)

تحریک جدید کی اہمیت

آپ نے فرمایا ان شاندار نتائج سے یہ بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریک جدید احمدی احباب کیلئے کتنی بابرکت ہے۔ درحقیقت یہی وہ تحریک ہے جس پر بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ جو احمدی دوست یہ سمجھتے ہیں کہ چندہ تحریک جدید میں ان کی دی ہوئی حقیر رقم کس کام آ سکتی ہے وہ ان نتائج سے اندازہ لگائیں کہ ان کی دی ہوئی ایک ایک پائی کتنی بابرکت ثابت ہو رہی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ چندہ تحریک جدید میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ تاکہ ہم وہاں پر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جائیں۔

آخر میں آپ نے مشرقی افریقہ کے تمام احمدی احباب کی طرف سے حاضرین جلسہ کی خدمت میں السلام علیکم کا پیغام پہنچایا۔ اور فرمایا کہ احباب وہاں کے جملہ مبلغین اور احباب جماعت کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں حقیقی اخلاص اور تندہی کے ساتھ دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا نہ صرف وہ ملک بلکہ دنیا کے دیگر تمام ممالک بھی اسلام کی آغوش میں آجائیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو کر ازلی ابدی برکات کے وارث بنیں۔

محترم شیخ صاحب کی تقریر اول سے آخر تک بڑی دلچسپی اور انہماک کے ساتھ سنی گئی۔ (باقی)

اعانتِ "بدر" و درخواستِ دعا

سید احمد صاحب ناصر (خلف حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب) نیروبی (مشرقی افریقہ) نے اپنی شادی کی خوشی میں دس روپے بدر کی اعانت کیلئے دئے ہیں۔ آپ کی شادی حضرت مرزا عزیز احمد صاحب (خلف حضرت مرزا سلطان احمد صاحب) کی صاحبزادی سے ہوئی ہے۔ دونوں ماہ جنوری کے وسط میں افریقہ جا رہے ہیں احباب شادی کے بابرکت ہونے اور سفر کے بخیریت سرانجام پانے کیلئے دعا فرماویں۔ منیجر

قربانی کا معیار

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"بے شک خدا تعالےٰ نے یہ کہا ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق کام کرو مگر طاقت کی تعریف وہ ہے جو خدا تعالےٰ نے کی ہے۔ نہ کہ وہ جو ہم قربانی سے بچنے کے لئے خود کریں۔ بے شک خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ مگر اس کی تعریف کیا کی ہے۔ خدا تعالےٰ یہ کہتا ہوا مدینہ کے چند بے سروسامان انسانوں کو بدر کے میدان میں لے جاتا ہے جہاں دشمن کی طاقت ان کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ اتنی زیادہ کہ مسلمانوں کی طاقت کو اس کے مقابلہ میں کوئی نسبت بھی نہ تھی۔ اس وقت جنہوں نے کہا کہ اس جنگ میں شرکت صریحاً موت ہے ان کو منافق قرار دیا گیا۔ اور اسلام کے دشمن ٹھہرایا گیا۔ پس اگر لا یکلف اللہ کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں مرنے سے بچو تو جنگِ بدر میں نہ جانے والے منافق نہیں بلکہ مومن سمجھے جائیں گے۔ مگر خدا تعالےٰ نے انہیں منافق قرار دیا ہے۔ غرض خدا تعالےٰ نے بے شک یہ فرمایا ہے کہ اپنی طاقت کا خیال رکھو مگر اسی حد کے اندر جو خدا تعالےٰ نے مقرر کی ہے۔ نہ وہ جو تمہارے نفسوں کی موٹائی نے قرار دی ہے"۔

سیدنا حضرت اقدس کا مندرجہ بالا ارشاد کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے۔ اگر ہم اس نکتہ کو پوری طرح سے ذہن نشین کر لیں جو جماعتی ترقی کے لئے لابدی اور ضروری ہے اور جس پر عمل کرنے کی حضور اقدس احباب جماعت سے توقع رکھتے ہیں تو احباب کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنی بھی آسان ہو سکتی ہے۔

بعض جماعتوں کے عہدہ دار یہ تحریک کرتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص سے چونکہ چندہ وصولی نہیں ہو رہا اس لئے ان کا نام بجٹ سے کاٹ دیا جائے۔ تاکہ ان کی وجہ سے جماعت کے ذمہ بقایا بجٹ دکھانے سے تمام جماعت اور عہدیداروں کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ ایسے عہدہ داروں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب ایک شخص اپنے آپ کو احمدی کہلاتا ہے اس سے چندہ کا مطالبہ جاری رکھنا ضروری ہے۔ سوائے اس کے کہ نظارت امور عامہ کے ذریعہ سے اس امر کا فیصلہ نہ ہو جائے کہ ایسا فرد جماعت سے الگ ہو چکا ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اور جماعتوں کے عہدہ دار سستیوں اور غفلتوں کو ترک کر کے وقت کی ضرورت اور زمانہ کے تقاضوں کو کماحقہٗ محسوس کریں۔ اور اپنا قدم عملی طور پر آگے بڑھائیں۔ نادہندوں اور سست افراد کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس سے وصولی چندہ کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اور کسی بقایا دار یا نادہندہ کا نام بجٹ سے حذف نہ کیا جائے۔ اور مقامی جماعتوں کے بجٹ میں کسی شخص کی آمد اور اس پر واجب چندہ کی رقم شرح سے کم نہ دکھائی جائے۔ سوائے اس کے کہ نظارت بیت المال سے اس کی منظوری قبل از وقت حالات بتا کر حاصل کر لی گئی ہو۔

اگر جماعت کے عہدہ دار مالی فرائض کی ادائیگی میں خود اپنا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے مرکزی ہدایات پر پوری طرح سے عمل درآمد کریں تو امید کی جا سکتی ہے کہ جماعتوں کے بجٹ اور آمد میں خاطر خواہ اضافہ کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب اور عہدہ داروں کو فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان۔

ادائیگی زکوٰۃ

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب مسلمان کے لئے اسی طرح لازمی اور ضروری ہے جس طرح کہ ہر مومن کے لئے نماز کا ادا کرنا۔ اور جو شخص ادائیگی زکوٰۃ میں کوتاہی کرتا ہے وہ اسی طرح قابلِ مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارکِ نماز

اگر ہماری جماعت کا ہر دوست اس اہم اسلامی فریضہ کو پوری طرح سے سمجھ کر اس کی بجا آوری کی طرف متوجہ ہو تو خدا تعالےٰ کے فضل سے اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنا اپنا محاسبہ کر کے جلد از جلد واجب زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمادیں اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواستِ دُعاء

خاکسار کچھ عرصہ سے بہت ہی مالی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ اور درویشانِ قادیان سے عاجزانہ التماس ہے کہ ان کے جلد دور ہونے کے لئے دُعا فرماویں۔ ناچیز:۔ سید صمصام الدین احمد خادم سلسلہ مقیم رانچی

ماسکو ۴ جنوری ۔ روس نے کل چاند کی طرف جو راکٹ چھوڑا تھا وہ آج صبح چاند کے نزدیک سے ہو کر آگے نکل گیا۔ اور اب سورج کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب یہ سورج کے گرد چکر لگانے والا ایسا سیارہ بن جائے گا۔ نظام شمسی میں یہ پہلا مصنوعی سیارہ ہوگا۔ جو کہ سورج کے گرد چکر لگائے گا۔ آج صبح ۸ بج کر ۲۹ منٹ پر یہ چاند سے چھ ہزار میل دور تھا۔ اور زمین سے دو لاکھ ۳۰ ہزار میل اور صبح ۷ بجکر ۵۹ منٹ پر یہ چاند کے قریب ترین مقام پر تھا۔ اب جوں جوں راکٹ بلندی میں سورج کی طرف بڑھتا جائے گا توں توں اس کے ساتھ ریڈیائی رابطہ منقطع ہو جائے گا اس کے بعد اس پر سورج کا اثر بڑھتا جائے گا۔ روس کی سرکاری نیوز ایجنسی طاس نے اعلان کیا ہے کہ یہ ساعت یا آٹھ جنوری کو سورج کے گرد گردش کرنے کے مقام پر پہنچ جائے گا۔ اور اس روز سے یہ دوسرے سیاروں کی طرح سورج کے گرد چکر لگانے لگے گا۔ طاس نے اعلان کیا ہے کہ یہ ۱۴ جنوری کو سورج سے ۹ کروڑ ۱۵ لاکھ میل کے فاصلہ پر پہنچ جائے گا۔ گویا یہ زمین سے ۱۵ لاکھ میل کی دوری تک جائے گا۔ کیونکہ زمین سے سورج کا فاصلہ ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل کا ہے۔ یہ وہ مقام ہوگا جہاں سے کہ وہ سورج کے زیادہ سے زیادہ قریب ہوگا۔ تب یہ سورج کے گرد گردش شروع کرے گا۔ سورج کے گرداگرد جس کا گردشی راستہ ۱۲ کروڑ ۴۷ لاکھ ۵۰ ہزار میل کا ہوگا۔ اور اسے اس راستہ کا ایک چکر لگانے میں ۱۵ ماہ لگا کریں گے۔ واضح رہے کہ زمین سورج کے گرد چکر ایک سال میں پورا کرتی ہے۔ اور یہ مصنوعی سیارہ اپنا چکر سوا سال میں مکمل کیا کرے گا۔

نئی دہلی ۔ ۵ جنوری ۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد ۹ فروری کو پارلیمنٹ کے بجٹ سیشن کا افتتاح کریں گے۔

ماسکو ۔ ۵ جنوری ۔ روس کی سائنسی اکیڈیمی کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ روس ایک نیا راکٹ چھوڑ رہا ہے جو چاند تک پہنچے گا۔ ۲ جنوری کو جو راکٹ چھوڑا گیا تھا وہ چاند کی طرف چھوڑا گیا تھا۔ اس لئے اس کے چاند پر اترنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب جو راکٹ چھوڑا جائے گا وہ چاند پر اترے گا۔ انہوں نے بتایا کہ جو راکٹ چھوڑا گیا ہے اس سے کائنات سے بارہ معلومات موصول ہو رہی ہیں۔ اور اس راکٹ کی کامیابی سے یہ بات یقینی ہو گئی ہے کہ انسان اب دوسرے سیاروں تک پہنچ سکے گا۔ راکٹ سے جو معلومات مل رہی ہیں روس انہیں شائع کرے گا۔ بتایا گیا ہے کہ روسی راکٹ اب سورج کے مدار پر ہے۔ وہ اس وقت زمین سے ۳ لاکھ ۴۰ ہزار میل اور چاند سے ایک لاکھ ۴۰ ہزار میل دور ہے۔

نئی دہلی ۔ ۵ جنوری ۔ وزیراعظم شری نہرو نے آج   میں قانون دانوں کی دوسری کانگرس کا افتتاح کرتے ہوئے اعلان کیا کہ قانون کی حکومت زندگی کی رو کے ساتھ ساتھ چلنی چاہیئے قانون کی حکومت نے آج کی زندگی کے مسائل کا حل تلاش کرنا ہے۔ قانون کو اپنی نوعیت کا اعتبار ساکن ہوتا ہے۔ لیکن اسے اتنا ساکن نہیں ہونا چاہیئے کہ اس میں معمولی رد و بدل کی بھی گنجائش نہ رہے۔ انہوں نے کہا کہ اس بدلتی ہوئی دنیا میں قانون بھی بدلنا چاہیئے۔ یہ درست ہے کہ قانون بنیادی باتوں کو آشکارا کرتا ہے اور اس میں ساکن رہنے کا رجحان ہے اسے اپنی بنیادی کو برقرار رکھنا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی تیزی سے بدلتی ہوئی اس دنیا میں کوئی چیز ساکن نہیں رہ سکتی۔ ہمیں بدلتی ہوئی دنیا کے ساتھ قدم ملا کر چلنے کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک ہزار سال پہلے کے قوانین موجودہ سماج کیلئے موزوں نہیں ہو سکتے۔ اگر موجودہ سماج کے حالات کو پیش نظر رکھ کر پرانے قوانین میں رد و بدل نہیں کیا جاتا تو دونوں میں تصادم شروع ہو جائیگا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ جس طرح کہ قانون کی حکومت اور جنگ میں کوئی مطابقت نہیں اسی طرح کچھ حد تک موجودہ اعصابی جنگ اور قانون کی حکومت کے مابین کوئی مناسبت نہیں ہے۔ اس لئے اعصابی جنگ کے ماحول میں قانون اور انصاف کو زک پہنچتی ہے۔ اور جج اور قانون دان بھی ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں جو وہ عام حالات میں اختیار نہ کریں۔ قانون کی حکومت کیلئے آزادی، اور سلامتی کا ہونا ضروری ہے۔

لنڈن ۔ ۵ جنوری ۔ حکومت مغربی جرمنی نے روس کو ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ روس کو وہ حقوق جن کا تعلق مغربی طاقتوں کے برلن میں آنے جانے سے حکومت مشرقی جرمنی کو منتقل کرنے کا .... کوئی حق نہیں ہے۔ مغربی جرمنی نے لکھا کہ وہ امریکہ برطانیہ اور فرانس سے اس بارے میں متفق ہے کہ برلن کے معاملہ پر اتحادیوں کے درمیان باہم طے شدہ معاہدوں کو یکطرفہ طور پر منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ واضح رہے کہ روس مشرقی برلن اور اس کا سارا علاقہ حکومت مشرقی جرمنی کو سونپنا چاہتا ہے۔ اس طرح مغربی طاقتوں کو مشرقی برلن میں سے آمد و رفت میں دقت پیش آئے گی۔ کیونکہ انہیں حکومت مشرقی جرمنی سے نپٹنا پڑے گا۔ اور انہوں نے اسے تسلیم ہی نہیں کیا۔

ناگپور ۔ ۵ جنوری ۔ صدر کانگرس شری دھیبر انڈین نیشنل کانگرس کے ۶۴ ویں سالانہ اجلاس کی صدارت کے لئے آج جنتا ایکسپرس میں دہلی سے ناگپور پہنچ گئے۔ کانگرس سیشن کی کارروائیاں کل سے شروع ہو جائیں گی۔ بمبئی کے وزیر اعلیٰ شری چاون اور دودرجہ کے ممتاز لیڈر شری ایم۔ ایس اینے نے ان کا استقبال کیا۔ شری دھیبر کا جلوس نکالا گیا۔ انہیں ایک رتھ میں بٹھایا گیا تھا۔ جس میں بیلوں کی ۶۴ جوڑیاں جتی ہوئی تھیں۔ ۶۴ جوڑیاں ۶۴ ویں سیشن کے تناسب سے استعمال کی گئیں۔ استقبالیہ کمیٹی کے دفتر سے اطلاع دی گئی ہے کہ پنڈالوں کا بڑا گیٹ چڑھتے ہوئے سورج کے نمونہ پر بنایا گیا ہے۔ اس کے اوپر پانچ کسانوں اور ایک بیلوں کی جوڑی کی تصویر ہے۔ کھادی نمائش کے پنڈال کا گیٹ بودھ فن تعمیر کی طرز پر بنایا گیا ہے۔ ناگپور سیشن کے سلسلہ میں جو دو عارضی ریلوے سٹیشن سیواگرام اور رمنی کے مقام پر بنائے گئے ہیں۔ وہ یکم جنوری سے چالو ہو گئے ہیں۔

نئی دہلی ۔ ۵ جنوری ۔ روسی سائنسدانوں نے ایک ایسی موٹر کار ایجاد کر لی ہے جو کہ شمسی قوت سے چلتی ہے۔ اس کو چلانے کیلئے پٹرول وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس موٹر میں ایسے آلات فٹ ہیں کہ ان میں سورج کی شعاعیں پڑنے سے بجلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس ایجاد سے ٹرانسپورٹ کی دنیا میں انقلاب پیدا ہو جائے گا۔

کراچی ۔ ۵ جنوری ۔ ایک اعلیٰ سرکاری ذریعہ نے بتایا ہے کہ کاروباری طبقہ نے اگرچہ ایک ارب روپیہ تک کی خفیہ آمدنی کی اطلاع دے کر متعلقہ آرڈیننس کا بڑی حد تک احترام کیا ہے۔ لیکن ڈاکٹروں، وکلاء اور ٹیکس پریکٹیشنروں وغیرہ پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اس سلسلہ میں اطلاعات نہیں دیں۔ اس ذریعہ نے یہ بھی بتایا کہ عام سالوں میں تنخواہ کے علاوہ کاروباری آمدنی ایک کروڑ روپے سے کم ہوتی ہے۔

امرتسر ۵ جنوری ۔ آج یہاں شرومنی اکالی دل کی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا جس میں گوردوارہ ترمیمی بل کی مخالفت میں ایجی ٹیشن کی نوعیت کا اعلان کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں ۱۵ مارچ کو دہلی میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے زبردست مظاہرہ کیا جائیگا۔ جس میں اکالی دل کے اندازہ کے مطابق ایک سے دو لاکھ کے درمیان اشخاص شامل ہوں گے۔ اس مظاہرہ کی رہنمائی ماسٹر تارا سنگھ کریں گے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس مشن کی کامیابی کے لئے ماسٹر تارا سنگھ ۲۲ جنوری کو گورونانک دیوجی اور گوروارجن دیوجی کی آشیرباد حاصل کرنے ننکانہ صاحب اور لاہور ڈیرہ صاحب جائیں گے اس یاترا کے متعلق ماسٹر تارا سنگھ نے پردھان منتری پنڈت جواہر لعل نہرو کو چٹھی لکھی ہے کہ ان کی ...